قال اللہ تعالیٰ

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ (۵۵/۵۱)

"نصیحت کیجئے کیونکہ نصیحت ایمان والے بندوں کو نفع پہنچاتی ہے"

اسلامی خطبات

خطبات

مصنفہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام صاحب بستوی (دہلوی) رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۳۲۷ھ / ۱۹۲۹ء ——— ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء

(جلد اول)

ناشر

المکتبۃ السلفیۃ شیش محل روڈ ○ لاہور

لِمَنْ قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ

عرض کیا کہ کس کے لیے؟ آپ نے فرمایا اللہ کے لیے اور اللہ کی کتاب کے لیے اور اللہ کے رسول کے لیے اور مسلمانوں کے اماموں کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے۔

(مسلم)

نصیحت کے معنی اخلاص اور خلوص اور بھلائی کے ہیں۔ لمعات شرح مشکوٰۃ میں اس کے تحت میں یہ لکھا ہے

نصیحت کے اصلی معنی خلوص کے ہیں اور خالص شہد کو ناصح کہا جاتا ہے اور ہر خالص چیز نصیحت ہوتی ہے یہاں خیر خواہی اور بھلائی چاہنا مراد ہے محاورے میں کہا جاتا ہے میں نے اس کو نصیحت کی اور یہ نصیحت ہر قول و فعل میں جاری ہوتی ہے جس میں دوسرے کی بھلائی مقصود ہو۔ نصیحت و وصیت دونوں کے ایک ہی معنی ہیں مجمع البحار میں نصیحت کے یہی معنی ہیں

حدیث شریف کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اللہ کے لیے نصیحت اور خیر خواہی اس میں ہے کہ اللہ کو ایک وحدہٗ لاشریک سمجھنا اور اس کے وجود ہستی پر صحیح اعتقاد رکھنا کہ اللہ موجود ہے اور ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ کرنا اور اس کی عبادت اور اطاعت، اخلاص نیت کے ساتھ اس کی رضا کے لیے کرنا اور اس کے حقوق کو بجا لانا اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے رکنا، یہ اللہ کے لیے خیر خواہی ہے اور اللہ کی کتاب کے لیے نصیحت یہ ہے کہ قرآن مجید کو اللہ کا کلام سمجھنا اور اس کی تصدیق کرنا اور جو اللہ کی کتاب میں ہے اس پر عمل کرنا اور اس کی تلاوت کرنا اور اس کو اپنا دستور العمل بنانا اور اسی کے مطابق دین و دنیا کے کاموں کا فیصلہ کرنا اور اس کی آیتوں میں غور و فکر کرنا وغیرہ، اللہ کی کتاب کے لیے نصیحت ہے اور اللہ کے رسول کے لیے نصیحت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچے دل سے ان کے رسول ہونے کا اقرار کرنا اور آپ کی نبوت تسلیم کرنا اور آپ کے اوامر و نواہی پر کاربند ہونا اور اتباع و فرمانبرداری کرنا ہی رسول کے لیے نصیحت ہے اور مسلمان حاکموں کے لیے نصیحت یہ ہے کہ جب تک وہ شریعت پر چلیں اور حق بات کی تلقین کریں ان کی اطاعت کی جائے اور ان کے ساتھ بغاوت نہ کی جائے ان کا خیر خواہ رہنا اور دینی معاملات میں ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا اور بغاوت و سرکشی نہ کرنا۔ ان کی بدخلقی اور ظلم پر صبر کرنا اور علماء کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ وہ جو حق بات کہیں اور صحیح فتویٰ دیں تو ان عالموں کی بات پر عمل کرنا اور ان کی عزت و احترام کرنا، خدا اور رسول کے حکم کے مطابق اور عام مسلمانوں کے لیے نصیحت و خیر خواہی یہ ہے

Marfat.com
Marfat.com

کہ ان کے دین و دنیا کی اصلاح کرنا، ملی و قومی ترقی اور تعلیم و اخلاق، اصلاح تمدن وغیرہ میں کوشش کرنا، ان کی تعلیم کا بندوبست کرنا، ان کے یتیموں اور بیواؤں کی پرورش کرنا، تکلیف دہ چیزوں سے ان کو بچانا اور نفع بخش چیزوں سے ان کو آگاہ کرنا اور ہر قسم کی ہمدردی اور سلوک سے پیش آنا یہ عام مسلمانوں کے لیے نصیحت ہے۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی بیان کرتے ہیں کہ

بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ (بخاری، مسلم)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے بیعت کی نماز کے قائم کرنے پر اور زکوٰۃ دینے پر اور ہر مسلمان کیساتھ خیر خواہی کرنے پر۔

یعنی آپ نے مجھ سے یہ شرط کرلی کہ تم جہاں کہیں بھی ہو ہر ایک مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنا حضرت جریر بن عبداللہ نے ان کی بڑی پابندی کی اور زندگی بھر اس پر عمل کرتے رہے جب یہ کسی سے کوئی چیز بیچتے یا خریدتے تو اسی نصیحت پر اس کے ساتھ پیش آتے۔ فتح الباری شرح بخاری میں اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے۔

"حضرت جریرؓ جب کسی سے کوئی چیز خریدتے یا بیچتے تو اس سے یہ فرمادیا کرتے تھے کہ جو چیز ہم نے تم سے لی ہے وہ بہت بہتر ہے اس چیز سے جو ہم نے دی ہے اب تم کو اختیار ہے چاہے رکھو، چاہے چھوڑ دو۔ طبرانی میں ہے کہ حضرت جریرؓ کے ایک غلام نے تین سو روپے کا گھوڑا خریدا انہوں نے جب گھوڑے کو دیکھا تو گھوڑے کے مالک سے آکر فرمایا کہ تمہارا گھوڑا تین سو سے بہتر ہے میں تم کو اس سے زیادہ اتنا اتنا دیتا ہوں از راہ ہمدردی و خیر خواہی کے قیمت بڑھاتے بڑھاتے یہاں تک بڑھے کہ اس کو آٹھ سو روپے دیئے" یہ بڑی ہمدردی اور ایثار ہے اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ (بخاری)

تم میں سے اس وقت تک کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ جو اپنے لئے چاہتا ہے وہی اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی چاہے۔

یہ مانی ہوئی بات ہے کہ ہر شخص اپنے لیے بھلائی ہی بھلائی چاہتا ہے اپنے لیے کوئی برائی نہیں چاہتا۔ مطلب یہ ہوا کہ جو مسلمان بھائی کے لیے بھلائی نہ چاہے وہ مسلمان نہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

لہٰذا نہ کوئی مسلمان کسی مسلمان بھائی پر ظلم کرے اور نہ اس کی بدخواہی چاہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْصُرُهٗ مَظْلُوْمًا فَكَيْفَ اَنْصُرُهٗ ظَالِمًا قَالَ تَمْنَعُهٗ مِنَ الظُّلْمِ فَذٰلِكَ نَصْرُكَ اِيَّاهُ (بخاری، مسلم)

تم اپنے مسلمان بھائی کی ہر حال میں مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ مظلوم کی تو ہم امداد کریں گے لیکن ظالم کی مدد کیسے کریں؟ آپ نے فرمایا کہ ظلم سے اس کو روکو یہی اس کی امداد ہے۔

ایک حدیث میں آپ نے اس طرح فرمایا۔

اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يُسْلِمُهٗ وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ

(بخاری)

یعنی ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرے نہ اس کو ظالم کے ہاتھ میں چھوڑ دے اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں مصروف ہو اللہ تعالیٰ اس کی حاجتیں اور مرادیں بر لائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يُسْلِمُهٗ وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

(بخاری، مسلم)

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ خود اس پر ظلم کرے اور نہ کسی ظالم کے حوالے کرے جو اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی میں لگا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرتا ہے اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت دور کرے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت کو دور کرے گا اور جو اپنے مسلمان بھائی کی عیب پوشی کرے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی عیب پوشی کرے گا

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان بھائی کے عیبوں کو چھپانا بھی اسلامی حق ہے اگر کوئی مسلمان بھائی کی آبروریزی کر رہا ہو تو حتی الامکان اس کو آبروریزی سے بچانے کی کوشش کرنی چاہیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا مِنِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَخْذُلُ امْرَأً مُسْلِمًا فِيْ مَوْضِعٍ يُنْتَهَكُ فِيْهِ حُرْمَتُهٗ وَيُنْتَقَصُ فِيْهِ مِنْ عِرْضِهٖ اِلَّا خَذَلَهُ اللّٰهُ

جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی ایسی جگہ مدد نہ کرے جہاں اس کی بے عزتی کی جا رہی ہو اور توہین کی جا رہی تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی اس جگہ مدد نہیں کرے گا جہاں اس کی

Marfat.com

فِیْ مَوَاضِعَ یُحِبُّ فِیْہِ نُصْرَتَہٗ وَمَامِنْ اِمْرِئٍ مُسْلِمٍ یَنْصُرُ مُسْلِمًا فِیْ مَوْضِعٍ یُنْتَقَصُ مِنْ عِرْضِہٖ وَیُنْتَھَکُ فِیْہِ مِنْ حُرْمَتِہٖ اِلَّا نَصَرَہُ اللّٰہُ فِیْ مَوْطِنٍ یُحِبُّ فِیْہِ نُصْرَتَہٗ (ابوداؤد)

بے حرمتی کی جارہی ہو اور وہ چاہتا ہے کہ اس کی مدد کی جائے مرد مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی ایسی جگہ مدد کرے جہاں اس کی بے حرمتی کی جارہی ہو اللہ تعالیٰ بھی اس کی اس جگہ مدد کرے گا جہاں وہ مدد کو پسند کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَنْ رَاٰی عَوْرَۃً فَسَتَرَھَا کَانَ کَمَنْ اَحْیٰی مَوْئُوْدَۃً

(احمد، ترمذی)

جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کا عیب دیکھ کر چھپالے تو اس کو اس شخص کے برابر ثواب ملے گا جس نے مرتے ہوئے دفن کی ہوئی لڑکی کو بچالیا۔

ابوداؤد کی روایت میں ہے۔

اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنُ اَخُو الْمُؤْمِنِ یَکُفُّ عَلَیْہِ ضَیْعَتَہٗ وَیَحُوْطُہٗ مِنْ وَرَائِہٖ

یعنی ہر مومن اپنے مومن بھائی کے لیے آئینہ ہے اور بھائی ہے اگر اس کے اندر کا عیب دیکھے تو نہایت نرمی سے اس کے سامنے اس کے عیب کو ظاہر کردے تاکہ وہ اسکی اصلاح کرلے اور اپنے عیب کو دور کرلے۔

حقوق کے بارے میں حقوق العباد، حقوق الوالدین، حقوق الاولاد، حق القرابت، حقوق الزوجین، حقوق الاجیر، حقوق المخلوق، کو ہم پہلی جلد کے خطبوں میں بیان کرچکے ہیں۔ باقی اور حقوق کا بیان آئندہ خطبوں میں آئے گا۔

اس خطبے میں ان چھ حقوق کو بیان کیا گیا ہے جو مذکورہ حدیث میں آئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سب کے حقوق ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ط

Marfat.com

Marfat.com

خطبہ (۸۳)

ہمسایہ کے حقوق

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ بِطَبْعِہٖ مَدَنِیًّا ہ وَبَعَثَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا عَرَبِیًّا غَدَنِیًّا ہ وَہَدَانَا بِہٖ صِرَاطًا سَوِیًّا ہ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا نِدَّ لَہٗ ہ وَاَشْہَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہُ الَّذِیْ اَتَانَا بَشَرًا سَوِیًّا ہ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ مُنْعِمًا جَلِیًّا ہ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا (نساء)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، ماں باپ کے ساتھ احسان اور سلوک کرو، اور اپنے رشتہ داروں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے اور قرابت دار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے اور پہلو کے ساتھی سے اور راہ کے مسافر سے اور ان سے جن کے مالک تمہارے ہاتھ ہیں یقیناً اللہ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اس آیت کریمہ میں منجملہ اور حقوق کے ہمسایہ کے حقوق بھی بیان کیے گئے ہیں.

ہمسایہ اور پڑوسی وہ رہنے والے دو آدمی ہیں جو ایک دوسرے کے قریب رہتے اور بستے ہیں انسانیت اور اس کے تمدن کی بنیاد باہمی اشتراک عمل، تعاون اور موالات پر قائم ہے اس دنیا میں ہر انسان دوسرے انسان کا محتاج ہے اگر ایک بھوکا ہے تو دوسرے پر حق ہے کہ اپنے کھانے میں سے اس کو بھی کھلائے اگر ایک تندرست ہے تو اپنے بیمار بھائی کی تیمارداری

Marfat.com

Marfat.com

کرے ایک پر اگر کوئی مصیبت آئے تو دوسرا اس کا شریک اور ہمدرد بنے اور اخلاقی نظام کے ساتھ انسانوں کی مجموعی آبادی باہمی محبت اور حقوق کی ذمہ داریوں کی گرہ میں بندھ کر ایک ہو جائے ہر انسان بظاہر جسمانی اور مادی حیثیت سے جتنا ایک دوسرے سے علیحدہ اور بجائے خود مستقل ہے اخلاقی اور روحانی حیثیت سے فرض ہے کہ وہ اتنا ہی زیادہ ایک دوسرے سے ملا ہوا ہو اور ایک کا وجود دوسرے کے وجود سے پیوستہ ہو اسی لیئے ہر مذہب نے ان دونوں انسانوں پر جو ایک دوسرے کے قریب آباد ہوں، آپس کی محبت اور مدد کی ذمہ داری رکھی ہے کہ وہی وقت پر اوروں سے پہلے ایک دوسرے کی مدد کو پہنچ سکتے ہیں ایک اور نکتہ یہ ہے کہ انسان کو اسی سے تکلیف اور دکھ پہنچنے کا ذریعہ بھی زیادہ ہے، جو ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہوتے ہیں اس لیئے ان کے باہمی تعلقات خوش گوار رکھنے اور ایک دوسرے کو ملائے رکھنا ایک سچے مذہب کا سب سے بڑا فرض ہے۔ تاکہ برائیوں کا سدباب ہو کر یہ پڑوس دوزخ کے بجائے بہشت کا نمونہ ہو اور ایک دوسرے کی محبت اور مدد پر بھروسہ کر کے گھر سے باہر نکلے اور گھر میں قدم رکھے۔

اسلام نے ان ہی حکمتوں کو سامنے رکھ کر ہمسائیگی کے حقوق کی دفعات بنائی ہیں عربوں میں دوسری قوموں سے زیادہ اسلام سے پہلے بھی پڑوس اور ہمسائیگی کے حقوق نہایت اہم تھے بلکہ وہ عزت و افتخار کا موجب تھے اگر کسی عرب کے پڑوسی کے لیئے بے عزتی اور عار کا موجب تھا تو اس کے لیے اس کی خاطر لڑنے مرنے کو وہ اپنی شرافت کا نشان سمجھتا تھا اسلام نے آکر عربوں کے اس احساس کو چند ترمیموں اور اصلاحوں کیساتھ اور زیادہ قوی کر دیا۔

اب اس سلسلے میں ان احادیث کو پڑھیئے اور سنیئے جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑوسی کے حقوق کی اہمیت بتائی ہے اور ان کے حقوق کو ادا کرنے کا تاکیدی حکم دیا ہے خواہ وہ پڑوسی رشتہ دار ہو یا اجنبی، مسلمان ہو یا کافر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْجِيْرَانُ ثَلَاثَةٌ جَارٌ لَهٗ حَقٌّ وَاحِدٌ وَجَارٌ لَهٗ حَقَّانِ وَجَارٌ لَهٗ ثَلَاثَةُ حُقُوْقٍ فَالْجَارُ الَّذِیْ لَهٗ ثَلَاثَةُ حُقُوْقٍ اَلْجَارُ الْمُسْلِمُ ذُوالرَّحِمِ فَلَهٗ حَقُّ الْجَوَارِ وَحَقُّ الْاِسْلَامِ وَحَقُّ الرَّحِمِ وَاَمَّا الَّذِیْ

تین قسم کے پڑوسی ہیں، ایک وہ جس کے لیئے ایک ہی حق ہے دوسرا وہ جس کے لیے دو حق ہیں اور تیسرا وہ جس کے لیے تین حقوق ہیں۔ جس پڑوسی کے لیئے تین حقوق ہیں وہ مسلمان رشتہ دار پڑوسی ہے۔ ایک حق مسلمان ہونے کی حیثیت سے اور دوسرا حق رشتہ داری اور صلہ رحمی کی وجہ

Marfat.com
Marfat.com

لَهٗ حَقَّانِ فَالْجَارُ الْمُسْلِمُ لَهٗ حَقُّ الْجِوَارِ وَحَقُّ الْاِسْلَامِ وَاَمَّا الَّذِیْ لَهٗ حَقٌّ وَاحِدٌ فَالْجَارُ الْمُشْرِكُ (بزار)

سے اور تیسرا حق پڑوسی ہونے کی حیثیت سے۔ وہ جس کے دو حق ہیں وہ مسلمان پڑوسی ہے اسلامی حق اور پڑوس کا حق اور جس کے لیے ایک حق ہے وہ مشرک و کافر پڑوسی ہے،

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر و مشرک کا بھی پڑوسی ہونے کی وجہ سے حق ہے جس کی ادائیگی مکارم اخلاق میں داخل ہے اور درجہ بدرجہ یہ پڑوسیت چالیس گھروں تک رہتی ہے۔

حضرت کعب بن مالکؓ روایت کرتے ہیں

أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ نَزَلْتُ فِيْ مَحَلَّةِ بَنِيْ فُلَانٍ وَاِنَّ اَشَدَّهُمْ اِلَيَّ اَذًى اَقْرَبُهُمْ لِيْ جِوَارًا فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ يَاْتُوْنَ الْمَسْجِدَ فَيَقُوْمُوْنَ عَلٰى بَابِهٖ فَيَصِيْحُوْنَ اَلَا اِنَّ اَرْبَعِيْنَ دَارًا جَارٌ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ خَافَ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ (طبرانی)

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں فلاں محلے میں رہتا ہوں اور سب سے زیادہ ہمارا قریبی پڑوسی مجھے ستاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر، عمر اور علی رضی اللہ عنہم کو بھیجا کہ وہ مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر پکار پکار کر یہ اعلان کریں کہ چالیس گھروں تک ہمسائگی ہے اور جس کا ہمسایہ اپنے ہمسائے کی تکلیفوں سے خوف کھاتا ہے وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ ہمسائے کو ستانا اور تکلیف دینا بڑی بے انصافی اور گناہ کبیرہ ہے لیکن جہاں تک ہو سکے مظلوم پڑوسی ظالم پڑوسی کی تکلیفوں پر صبر کرے اور اگر ناقابل برداشت ہو تو اپنے گھر کے سامان کو گھر کے باہر راستے میں ڈال دے تاکہ آنے جانے والے اس ظالم پڑوسی کو برا بھلا کہیں، ممکن ہے کہ وہ اس کی تکلیف رسانی سے باز آجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی ترکیب بتائی ہے۔ ترغیب الترہیب میں ہے۔

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْكُوْا جَارَهٗ فَقَالَ اِطْرَحْ مَتَاعَكَ عَلٰى طَرِيْقٍ فَطَرَحَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهِ

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اپنے پڑوسی کی ایذا رسانی کی شکایت کی آپ نے صبر کی تلقین فرمائی اس کے متعدد بار شکایت کرنے کی وجہ سے آخر دفعہ میں فرمایا کہ تم اپنے گھر کے سامان کو نکال کر راستے میں ڈال دو اس نے ایسا ہی کیا جو لوگ اس راستے سے

Marfat.com

وَيَلْعَنُوْنَهٗ فَجَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقِيْتُ مِنَ النَّاسِ قَالَ وَمَا لَقِيْتَ مِنْهُمْ قَالَ يَلْعَنُوْنَنِيْ قَالَ قَدْ لَعَنَكَ اللّٰهُ قَبْلَ النَّاسِ فَقَالَ اِنِّيْ لَا اَعُوْدُ فَجَآءَ الَّذِيْ شَكَاهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِرْفَعْ مَتَاعَكَ فَقَدْ كُفِيْتَ

(طبرانی)

(بزار)

گزرتے ماجرہ سن کر اس تکلیف رساں پڑوسی کو برا بھلا کہتے اور اس پر لعنت و پھٹکار بھی کرتے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ لوگوں سے مجھے تکلیف پہنچ رہی ہے آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا تکلیف پہنچ رہی ہے اس نے کہا کہ لوگ مجھے لعن طعن کر رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ لوگوں کے لعن طعن کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ تجھے لعن طعن کر رہا ہے کیونکہ تم نے پڑوسی کو تکلیف پہنچائی ہے اس نے کہا کہ آئندہ ایسا نہیں کروں گا شکایت کرنے والے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر یہ سب حال بیان کیا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ تم اپنا سامان اٹھا لو کیونکہ تمہاری کفایت کر دی گئی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پڑوسی کی ایذا رسانی پر حتی الامکان صبر کرنا چاہیے جب معاملہ حد سے بڑھ جائے تو گھر کے سامان کو راستے میں ڈال دے جب لوگوں کو پڑوسی کی تکلیف رسانی کی خبر ہو جائے گی تو وہ اس تکلیف رساں پڑوسی کو برا بھلا کہیں گے تو وہ اس کو تکلیف دینے سے باز رہے گا۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ادب المفرد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو اس طرح نقل کیا ہے۔

قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ جَارًا يُؤْذِيْنِيْ فَقَالَ اِنْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَتَاعَكَ اِلَى الطَّرِيْقِ فَانْطَلَقَ فَاَخْرَجَ مَتَاعَهٗ فَاجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَقَالُوْا مَا شَاْنُكَ قَالَ لِيْ جَارٌ يُؤْذِيْنِيْ فَذَكَرْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَتَاعَكَ اِلَى الطَّرِيْقِ فَجَعَلُوْا يَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُ اَللّٰهُمَّ اَخْزِهٖ فَبَلَغَهٗ فَاَتَاهُ فَقَالَ اِرْجِعْ اِلٰى مَنْزِلِكَ فَوَاللّٰهِ لَا اُوْذِيْكَ۔

اس حدیث کا خلاصہ مطلب وہی ہے جو پہلی حدیث میں آچکا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

اور برے پڑوسی سے بچنے کیلئے یہ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے کہ تم برے پڑوسی اور برے ہمسائے سے اس طرح پناہ مانگتے رہو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ یَوْمِ السُّوْءِ وَمِنْ لَیْلَۃِ السُّوْءِ وَمِنْ سَاعَۃِ السُّوْءِ وَمِنْ صَاحِبِ السُّوْءِ وَمِنْ جَارِ السُّوْءِ فِیْ دَارِ الْمُقَامَۃِ (نسائی ابن السنی)

اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں برے دن اور رات اور بری گھڑی سے اور برے ساتھی اور برے ہمسایہ سے

نیک پڑوسی باعث خیر و برکت و رحمت ہے، اور اس کی نیکی کی وجہ سے پاس پڑوس کے سو گھرانوں سے مصیبتوں کو اللہ تعالیٰ دور فرما دیتا ہے نیک پڑوسی کی بہت فضیلت ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ لَیَدْفَعُ بِالْمُسْلِمِ الصَّالِحِ عَنْ مِائَۃِ اَھْلِ بَیْتٍ مِنْ جِیْرَانِہِ الْبَلَاءَ ثُمَّ قَرَأَ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْاَرْضُ (طبرانی)

کہ اللہ تعالیٰ نیک مسلمانوں کی برکت سے سو پڑوسی کے گھرانے سے مصیبت کو دور کر دیتا ہے پھر اس کی تائید میں آپ نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ بعض کے ذریعے سے بعض کی مصیبتوں کو دور فرما دیتا ہے

نیک پڑوسی باعث سعادت اور موجب برکت ہے اور برا پڑوسی باعث نحوست ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَرْبَعٌ مِنَ السَّعَادَۃِ الْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ وَالْمَسْکَنُ الْوَاسِعُ وَالْجَارُ الصَّالِحُ وَالْمَرْکَبُ الْھَنِیْءُ وَاَرْبَعٌ مِنَ الشَّقَاءِ الْجَارُ السُّوْءُ وَالْمَرْأَۃُ السُّوْءُ وَالْمَرْکَبُ السُّوْءُ وَالْمَسْکَنُ السُّوْءُ (ابن حبان)

چار آدمی نیک بختی کے سبب ہیں (۱) نیک بیوی (۲) کشادہ مکان (۳) نیک پڑوسی (۴) اچھی اور فرمانبردار سواری جو اپنے سوار کو تکلیف نہ پہنچائے اور چار چیزیں باعث شقاوت اور موجب نحوست ہے (۱) برا پڑوسی (۲) بری عورت (۳) بری سواری (۴) تنگ مکان

اور ایک حدیث میں آپ نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُحِبُّ ثَلَاثَۃً فَقُلْتُ فَمَنْ ھٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَۃُ الَّذِیْنَ یُحِبُّھُمُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ قَالَ رَجُلٌ غَزَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا فَقَاتَلَ حَتّٰی قُتِلَ وَاَنْتُمْ تَجِدُوْنَہٗ عِنْدَکُمْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ تَلَا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ

اللہ تین آدمیوں کو دوست رکھتا ہے۔ میں نے عرض کیا وہ تین خدا کے دوست کون ہیں؟ جن سے اللہ دوستی رکھتا ہے آپ نے فرمایا ایک مجاہد فی سبیل اللہ صبر کرنے والا اور ثواب کی نیت سے جہاد کرنے والا ہے یہاں تک کہ وہ شہید ہو جائے تم قرآن مجید میں اس آیت کو پاتے ہو کہ اللہ تعالیٰ ان مجاہدین سے محبت رکھتا ہے

Marfat.com

جو صف بندی کر کے اللہ کے راستے میں لڑتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں اور دوسرا وہ شخص ہے کہ اس کا برا پڑوسی اس کو ستاتا ہو اور وہ اس کی تکلیف پر صبر کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف سے بچالے یا اس کو موت دے دے۔

يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ، قُلْتُ وَمَنْ؟ قَالَ رَجُلٌ كَانَ لَهٗ جَارُ سُوْءٍ يُؤْذِيْهِ فَيَصْبِرُ عَلٰى اَذَاهُ حَتّٰى يَكْفِيَهُ اللّٰهُ اِيَّاهُ بِحَيَاةٍ اَوْ مَوْتٍ

(احمد، طبرانی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک پڑوسی جو اپنے پڑوسی کو نہیں ستاتا ہے وہ خدا کا پیارا ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساتھیوں میں سے وہ سب سے بہتر ساتھی ہے جو اپنے ساتھی کے لیے بہتر ہو اور پڑوسیوں میں وہ پڑوسی سب سے بہتر ہے جو اپنے پڑوسی کے حق میں اچھا ثابت ہو۔

خَيْرُ الْاَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهٖ وَخَيْرُ الْجِيْرَانِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهٖ

(ترمذی)

پڑوسیوں میں محبت کی ترقی اور تعلقات کی استواری کا بہترین ذریعہ باہم ہدیوں اور تحفوں کا تبادلہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی بیویوں کو اس کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ اسی بنا پر ایک دفعہ حضرت عائشہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ میرے دو پڑوسی ہیں تو میں ان میں سے کس کے پاس بھیجوں فرمایا جس کے گھر کا دروازہ تمہارے گھر سے زیادہ قریب ہے اس ہدیہ اور تحفہ کے لیے کسی بیش قیمت چیز ہی کی ضرورت نہیں بلکہ کھانے پینے کی معمولی چیزیں بھی اس کے لیے کافی ہیں کچھ نہ ہو سکے تو گوشت کا شوربہ ہی کافی ہے اور وہ زیادہ پانی بڑھا کر ہی کیوں نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذرؓ کو یہ نصیحت فرمائی تھی۔

جب تم کوئی شوربہ دار چیز پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ ملا لو اور اس سے اپنے پڑوسی کی خبر گیری کرو۔

اِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَاَكْثِرْ مَاءَهَا وَتَعَاهَدْ جِيْرَانَكَ

(بخاری)

یعنی اس کے یہاں بھی بھیج دیا کرو اس طرح کرنے سے آپس میں میل و محبت زیادہ ہوگی اس قسم کے ہدیے اور تحفے بھیجنے کا موقع عورتوں کو پیش آیا کرتا ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت کے ساتھ عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

کوئی پڑوسن اپنے پڑوسن کے لیے کسی چیز کو حقیر نہ سمجھے اگرچہ (دینے کے لیے) بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔

لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسَنَ شَاةٍ

(بخاری، مسلم)

Marfat.com

یہ نصیحت و وصیت دونوں پڑوسنوں کے لیے ہے یعنی نہ تو بھیجنے والی پڑوسن اپنے معمولی تحفے و ہدیہ کو حقیر سمجھ کر اپنی پڑوسن کو تحفہ نہ بھیجے اور دوسری پڑوسن اس معمولی ہدیہ کو دیکھ کر منہ نہ پھیرے بلکہ شکریے کے ساتھ قبول کرلے اسی طرح سے جب کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن سے روزمرہ کی برتنے والی چیز مانگے تو بلا کسی حیلے بہانے کے اگر موجود ہو تو دے دے جیسے، آگ، پانی، نمک، ڈلی، ڈوئی، چمچہ، چھلنی، ہانڈی، تشتری، رکابی، کٹورا وغیرہ ایسی چیزوں کی بعض مرتبہ ضرورت پیش آجایا کرتی ہے اور نہ دینے کی صورت میں دوسرے کو بڑی تکلیف پہنچتی ہے قرآن مجید میں ایسی چیزوں کو ماعون کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے جس کی ممانعت سے روکا گیا ہے اور نہ دینے والوں کی بڑی مذمت بیان کی گئی ہے اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔

اَرَاَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ۔ فَذٰلِکَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ۔ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ۔ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ۔ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ۔ الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ۔ وَ یَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ۔ (ماعون)

کیا آپ نے اس کو دیکھا ہے جو قیامت کے دن کو جھٹلاتا ہے یہی وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کے کھانے کی رغبت نہیں دیتا ان نمازیوں کے لیے افسوس ہے جو اپنی نماز میں سستی کرتے ہیں اور دکھاوے کے لیے ادا کرتے ہیں اور برتنے کی چیزوں کو روک لیتے ہیں

برتنے کی چیزوں سے مراد، آگ، پانی، ڈور، رسی، کدال، پھاوڑا اس قسم کی چیزیں ہیں جو مانگنے پر موجود ہوتے ہوئے نہ دے وہ منافق ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت انسانی معاشرہ اسکا متقاضی ہے کہ اس قسم کی چیزیں فراخدلی کے ساتھ دی جائیں۔

اگر پڑوسی کو دیوار میں میخ اور کھونٹی گاڑنے کی ضرورت پیش آجائے اور گاڑنے سے کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے تو گاڑنے سے روکنا نہیں چاہیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا یَمْنَعُ جَارٌ جَارَهٗ اَنْ یَّغْرِزَ خَشَبَتَهٗ فِیْ جِدَارِهٖ (بخاری، مسلم)

یعنی کوئی پڑوسی اپنے ہمسایہ پڑوسی کو دیوار میں کھونٹی گاڑنے سے منع نہ کرے۔

جس کا مکان مکان سے ملا ہوا ہو اور دیوار، دیوار سے ملی ہوئی ہو تو ایسی ضرورت پیش آجایا کرتی ہے اور اس قسم کی ہمدردیوں کا زیادہ مستحق ہے کیونکہ وہ سب سے زیادہ قریب ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِیْ جَارَیْنِ فَاِلٰی اَیِّهِمَا

یا رسول اللہ! میرے دو پڑوسی ہیں تو میں کس کے یہاں

اُهْدِیْ قَالَ اِلٰی اَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا

(بخاری)

ہدیہ اور تحفہ بھیجوں؟ آپؐ نے فرمایا جس کا دروازہ تمہارے دروازے کے قریب ہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قریب والے پڑوسی کا زیادہ حق ہے اگر آسودہ پڑوسی آسودہ ہو کر کھائے پیئے اور غریب محتاج پڑوسی کی خبر گیری نہ کرے تو وہ کامل مومن نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَیْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِیْ یَشْبَعُ وَجَارُهٗ جَائِعٌ

(شعب الایمان)

یعنی وہ مومن نہیں ہے جو خود آسودہ ہو اور اس کے بغل کا پڑوسی بھوکا ہو۔

پڑوسی خواہ وہ دوست ہو یا دشمن، مسلمان ہو یا غیر مسلم، سبھی کا حق برابر ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے یہاں بکری ذبح کی گئی تو انہوں نے اپنے گھر والوں سے فرمایا۔

هَلْ اَهْدَیْتُمْ مِنْهَا لِجَارِنَا الْیَهُوْدِیِّ قَالَ لَا قَالَ اِبْعَثُوْا لَهٗ مِنْهَا فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا زَالَ جِبْرِیْلُ یُوْصِیْنِیْ بِالْجَارِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَیُوَرِّثُهٗ

(ابوداؤد)

کیا تم لوگوں نے میرے یہودی ہمسائے کو اس بکری کے گوشت میں سے کچھ ہدیہ بھیجا ہے یا نہیں؟ گھر والوں نے کہا نہیں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ اس میں سے کچھ گوشت ہدیہ کے طور پر بھیجدو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے جبریل علیہ السلام ہمسائے کے ساتھ نیکی کرنے کی اتنی تاکید فرمایا کرتے تھے کہ میں نے سمجھا کہ اس کو وارثہ کا حصہ دار بنا دیں گے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ حضرت جابرؓ گوشت کا ایک لوتھڑا لٹکائے جا رہے ہیں۔ پوچھا کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا امیر المومنین گوشت کھانے کو جی چاہتا تھا تو ایک درہم کا گوشت خریدا ہے فرمایا اے جابرؓ کیا اپنے پڑوسی یا عزیز کو چھوڑ کر صرف اپنے پیٹ کی فکر کرنا چاہتے ہو کیا تمہیں یہ آیت یاد نہیں ہے۔

وَیَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَلَی النَّارِ اَذْهَبْتُمْ طَیِّبٰتِكُمْ فِیْ حَیٰوتِكُمُ الدُّنْیَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا

(احقاف)

جس دن کافر دوزخ کے سامنے پیش کیے جائیں گے تو ان سے کہا جائے گا تم نے اپنی دنیا کی زندگی میں خوب مزے لوٹ لیے اور خوب زندگی سے فائدہ اٹھایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت یہی ہے کہ آپ کے ارشاد پر عمل کیا جائے اور

Marfat.com
Marfat.com

پڑوسی کی عزت کی جائے۔

عبدالرحمٰن بن ابی قراد بیان کرتے ہیں۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ یَوْمًا فَجَعَلَ یَوْمًا اَصْحَابُہٗ یَتَمَسَّحُوْنَ بِوَضُوْئِہٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا حَمَلَکُمْ عَلٰی ھٰذَا قَالُوْا حُبُّ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یُّحِبَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اَوْ یُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ فَلْیَصْدُقْ حَدِیْثَہٗ اِذَا حَدَّثَ وَلْیُؤَدِّ اَمَانَتَہٗ اِذَا اؤْتُمِنَ وَلْیُحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَارَ

(شعب الایمان)

ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو آپ کے وضو کے پانی کو آپ کے صحابہ تبرکاً منہ پر ملنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ایسا کیوں کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور رسول کی محبت کی وجہ سے آپ نے فرمایا جسے یہ بات پسند ہو کہ وہ اللہ اور رسول کو دوست رکھے یا اللہ اور رسول اس کو دوست رکھیں تو اسے چاہیئے کہ جب بولے تو سچ بولے اور جب لوگ اس کا اعتبار کر کے امانت رکھیں تو ان کی امانتیں جب وہ مانگیں ادا کرے اور اپنے پڑوسیوں کیساتھ اچھا برتاؤ کرے

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا خدا اور رسول کے ساتھ محبت رکھنے کی نشانی ہے اور اگر اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا تو یہ خدا اور رسول کے ساتھ دشمنی رکھنے کی علامت ہے جیسا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَلَّذِیْ لَا یَاْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ

(بخاری، مسلم)

خدا کی قسم وہ پورا مومن نہیں ہے، خدا کی قسم وہ کامل مومن نہیں ہے خدا کی قسم وہ شخص کامل ایماندار نہیں ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ کون شخص ہے آپ نے فرمایا وہ شخص ہے جس کے پڑوسی اس کی ایذا رسانی سے بے خوف و خطر نہ ہو اور محفوظ نہ ہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پڑوسی کو ایذا پہنچانے والا مومن نہیں ہے بلکہ پڑوسی کو ایذا پہنچانے والا دوزخی ہے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ فُلَانَۃَ تُذْکَرُ مِنْ کَثْرَۃِ صَلٰوتِھَا وَصِیَامِھَا وَصَدَقَتِھَا

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ فلاں عورت کی نسبت لوگ کہتے ہیں کہ وہ نماز بہت زیادہ پڑھتی ہے روزے بکثرت رکھتی ہے اور خیر خیرات بہت کرتی ہے مگر ساتھ

Marfat.com

غَيْرَ اَنَّهَا تُؤْذِيْ جِيْرَانَهَا بِلِسَانِهَا قَالَ هِيَ فِي النَّارِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فُلَانَةَ تُذْكَرُ مِنْ قِلَّةِ صِيَامِهَا وَصَدَقَتِهَا وَصَلٰوتِهَا وَلَا تُؤْذِيْ بِلِسَانِهَا جِيْرَانَهَا قَالَ هِيَ فِي الْجَنَّةِ۔

(احمد، بیہقی)

ہی ہمسائے کو زبان سے تکلیف بھی پہنچاتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ عورت دوزخ میں جائے گی کیونکہ نماز روزہ خیر خیرات اگرچہ افضل العبادات ہے مگر وہ اس گناہ یعنی ایذائے ہمسایہ کی تلافی نہیں کر سکتے، عرض کیا یارسول اللہ فلاں عورت کی نسبت کہتے ہیں کہ نماز کم پڑھتی ہے اور روزے تھوڑے رکھتی ہے اور خیر خیرات بھی کچھ یوں ہی سی کرتی ہے۔ ہاں ہمسائے کو زبان سے تکلیف نہیں دیتی فرمایا وہ جنت میں جائے گی کیونکہ ہمسائے کو تکلیف نہ دینا دوسری باتوں کی تلافی کر دیگا۔

پڑوسی کو ستانا گناہ کبیرہ ہے قیامت کے روز سب سے پہلے ان دو پڑوسیوں کی خدا کے سامنے پیشی ہوگی جنہوں نے دنیا میں ایک دوسرے کی حق تلفی کی ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَوَّلُ الْخَصْمَيْنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ جَارَانِ

(مسند احمد)

قیامت کے روز سب سے پہلے وہ دو پڑوسی خدا کے سامنے پیش ہوں گے جنہوں نے ایک دوسرے کا حق ادا نہیں کیا اور آپس میں لڑتے جھگڑتے رہے تھے۔

قیامت کے دن خدا کے سامنے ہمسایہ اپنے ہمسایہ کے بارے میں یہ شکایت کرے گا کہ اس نے نہ مجھے اچھی باتوں کی نصیحت کی اور نہ بری باتوں سے روکا، نہ نماز پڑھنے کو کہا اور نہ روزہ رکھنے کو کہا۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کتاب الصلوٰۃ وما یلزم لہا کے صـ۲۲ میں فرماتے ہیں۔

وَقَدْ جَاءَ الْحَدِيْثُ قَالَ يَجِيْءُ الرَّجُلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَعَلِّقًا بِجَارِهٖ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ هٰذَا خَانَنِيْ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ وَعِزَّتِكَ مَا خُنْتُهٗ فِيْ اَهْلٍ وَلَا مَالٍ فَيَقُوْلُ صَدَقْتَ يَا رَبِّ

یعنی حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے روز ایک شخص اپنے پڑوسی کے دامن کو پکڑ کر خدا کے سامنے فریاد کرے گا کہ اے میرے پروردگار اس نے میری خیانت کی ہے وہ کہے گا تیری عزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں میں نے اس کے اہل و عیال میں اور مال میں کوئی خیانت نہیں کی ہے وہ کہے گا اے میرے پروردگار یہ تو ٹھیک کہتا

Marfat.com

وَلٰكِنَّهٗ رَاٰنِيْ عَلٰى مَعْصِيَتِهٖ فَلَمْ يَنْهَنِيْ عَنْهَا۔

لیکن اس نے مجھے گناہ کرتے ہوئے دیکھا تھا مگر مجھے اس گناہ سے روکا نہیں تھا۔

نیک و بد کی یہ پہچان ہے کہ اگر پڑوسی اپنے پڑوسی کے بارے میں یہ کہے کہ یہ اچھا ہے تو وہ اچھا ہے اور جو برا کہے وہ برا ہے۔ اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ بیان کرتے ہیں۔

قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ لِيْ اَنْ اَعْلَمَ اِذَا اَحْسَنْتُ وَاِذَا اَسَأْتُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتَ جِيْرَانَكَ يَقُوْلُوْنَ قَدْ اَحْسَنْتَ فَقَدْ اَحْسَنْتَ وَاِذَا سَمِعْتَهُمْ يَقُوْلُوْنَ قَدْ اَسَأْتَ فَقَدْ اَسَأْتَ

(ابن ماجہ)

کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اپنے برے عمل کا علم کیونکر ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب تو اپنے ہمسایوں کو کہتا ہوا سنے کہ تو نے اچھائی کی ہے تو جان کہ میں نے اچھا عمل کیا ہے اور جب انہیں کہتا ہوا سنے کہ تو نے برا کام کیا ہے تو سمجھ لے بے شک میں نے برا عمل کیا ہے۔

یعنی اچھا اور برا ہونے کی یہی کسوٹی ہے کیونکہ پڑوسی اپنے پڑوسی کے اخلاق حمیدہ اور افعال ذمیمہ سے خوب واقف ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ يَّاْخُذُ مِنِّيْ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فَيَعْمَلُ بِهِنَّ اَوْ يُعَلِّمُ مَنْ يَّعْمَلُ بِهِنَّ قُلْتُ اَنَا فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَعَدَّ خَمْسًا فَقَالَ اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ لَكَ تَكُنْ اَغْنَى النَّاسِ وَاَحْسِنْ اِلٰى جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِمًا وَلَا تُكْثِرِ الضَّحِكَ فَاِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيْتُ الْقَلْبَ

(احمد، ترمذی)

کون شخص ان کلمات کو (جو میں ابھی کہتا ہوں) مجھ سے سیکھتا ہے پھر اس پر کاربند ہوتا ہے یا اس شخص کو سکھاتا ہے جو انہیں عمل میں لائے ابوہریرہؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول میں سیکھتا ہوں تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر پانچ باتیں فرمائیں۔ حرام سے بچو سب سے زیادہ عابد بن جاؤ گے راضی بالقضا و قدر ہو جاؤ تو سب سے زیادہ غنی ہو جاؤ گے اور اپنے ہمسایہ کے ساتھ بھلائی کرو تو مومن بن جاؤ گے اور جو اپنے لیے چاہو وہی لوگوں کے لیے چاہو تو کامل مسلمان بن جاؤ گے اور زیادہ مت ہنسو اس لیے کہ زیادہ ہنسنا، دل کو مار دیتا ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ نیکی کرنا مسلمان کامل ہونے کی دلیل ہے

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی نصیحت و وصیت فرمایا کرتے تھے۔

اپنے پڑوسی اور ہمسایہ کو تکلیف پہنچانا حرام ہے اور جو پڑوسی کو تکلیف پہنچاتا ہے تو گویا وہ خدا اور رسول کو تکلیف پہنچاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ اٰذٰی جَارَہٗ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ وَمَنْ حَارَبَ جَارَہٗ فَقَدْ حَارَبَنِیْ وَمَنْ حَارَبَنِیْ فَقَدْ حَارَبَ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ (ترغیب وترہیب)

جس نے اپنے پڑوسی کو ایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا پہنچائی اور جس نے مجھے ایذا پہنچائی اس نے خدا کو اذیت دی اور جس نے اپنے پڑوسی سے لڑائی کی اس نے مجھ سے لڑائی کی اور جس نے مجھ سے لڑائی کی اس نے خدا سے لڑائی کی

اس سے معلوم ہوا کہ پڑوسی کو ستانا حرام ہے پڑوسی کو ستانے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ آپ نے فرمایا۔

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ عَبْدٌ لَا یَأْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ (احمد)

وہ بندہ جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کا پڑوسی اس کی ایذاؤں سے امن میں نہ ہو۔

برائی برائی ہے جہاں بھی ہو اور گناہ گناہ ہے جہاں بھی سرزد ہو لیکن اگر وہ برائی اور گناہ اس جگہ پر ہو جہاں لازمی طور پر نیکی ہونی چاہیئے تھی تو ظاہر ہے کہ اس گناہ اور برائی کا درجہ عام گناہوں اور برائیوں سے بدرجہا زیادہ ہے بدقسمت انسان چوری ہر جگہ کر سکتا ہے مگر ظاہر ہے۔ کہ پڑوسی کے مکان میں چوری کرنا کتنا برا ہے۔ بدکاری اس سے ہر جگہ ممکن ہے مگر پڑوس کے گھر میں جہاں سے دن رات کی آمد و رفت ہے اور جہاں کے مرد پڑوس کے شریف مردوں پر بھروسہ کر کے باہر جاتے ہیں وہاں اخلاقی خیانت کس قدر شرمناک ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے دریافت کیا۔

مَا تَقُوْلُوْنَ فِی الزِّنَا قَالُوْا حَرَامٌ حَرَّمَہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ فَھُوَ حَرَامٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاَنْ یَّزْنِیَ الرَّجُلُ بِعَشْرِ نِسْوَۃٍ اَیْسَرُ عَلَیْہِ مِنْ اَنْ یَّزْنِیَ

زنا کے بارے میں تم لوگ کیا کہتے ہو۔؟ لوگوں نے کہا حرام ہے جس کو خدا اور رسول نے حرام کیا ہے قیامت تک کے لیے حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس عورتوں سے زنا کرنا آسان ہے بنسبت اپنے ہمسائے کی بیوی کے ساتھ زنا کرنے سے (یعنی پڑوسی اور ہمسائے کی بیوی کے ساتھ زنا کرنے کا گناہ دوسری دس عورتوں

Marfat.com

Marfat.com

بِامْرَأَةِ جَارِهٖ قَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِی السَّرِقَةِ قَالُوْا حَرَّمَهَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَهِیَ حَرَامٌ قَالَ لِاَنْ یَسْرِقَ الرَّجُلُ مِنْ عَشَرِ اَبْیَاتٍ اَیْسَرُ عَلَیْهِ مِنْ اَنْ یَسْرِقَ مِنْ بَیْتِ جَارِهٖ

(احمد، طبرانی)

کے ساتھ زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے تم لوگ چوری کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا اللہ اور رسول نے حرام کیا ہے اس لیے وہ حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس گھر لانے کی چوری کرنا آسان ہے بنسبت اپنے پڑوسی کے گھر چوری کرنے سے یعنی اپنے پڑوسی کے گھر چوری کرنے کا گناہ دس گنا چوری کرنے سے زیادہ سخت ہے۔

پڑوسی کا ایک حق یہ بھی ہے کہ اس کا دوسرا پڑوسی بغیر اس کی مرضی اور اجازت کے اپنا مکان و زمین نہیں بیچ سکتا ہے اور اگر بغیر اجازت کے بیچ کر دیگا تو یہ بیع باطل ہو گی اس کو شرعی محاورے میں "شفعہ" کہا جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْجَارُ اَحَقُّ بِشُفْعَتِهٖ یُنْتَظَرُ بِهَا اِنْ کَانَ غَائِبًا اِذَا کَانَ طَرِیْقُهَا وَاحِدًا

(ترمذی)

پڑوسی اپنے شفعہ کا زیادہ حق دار ہے جب کہ دونوں کا ایک ہی راستہ ہو اگر وہ موجود نہیں تو اس کا انتظار کیا جائے۔

یہ پہلے ہم بتا چکے ہیں کہ انسان مدنی الطبع ہے اس لیئے سب کو چاہیے کہ بلا شر و فساد اور بغیر جنگ و جدال کے امن و امان کی زندگی بسر کریں اسی غرض سے اس نے قرآن نازل کیا ہے کہ لوگ اس کی ہدایتوں پر چلیں تو دنیا میں فساد کا نام بھی سننے میں نہ آئے خدا نے امن کے قائم کرنے کے لیے جو احکام نازل فرمائے ان میں ایک حق ہمسایہ کا بھی ہے ہمارے یہاں ایک کہاوت کہی جاتی ہے" ہمسایہ ماں کا جایا "، پس یہ خلاصہ ہے پڑوسی کے حقوق کا اور ان کی تفصیل ان آیتوں اور حدیثوں میں ہے جو عنوان ہمسایہ کے ذیل میں نقل کی گئی ہیں ہمسائے کے حقوق میں ایک حق شفعہ بھی ہے جو اسلامی شریعت کی ضروریات و خصوصیات میں سے ہے اب اس کی ضرورت کو دوسرے مذہب والوں نے بھی تسلیم کر لیا ہے اور سب اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں جہاں اسلامی قانون کے مکمل ہونے کے اور بہت سے دلائل ہیں ان میں سے ایک حق شفعہ بھی ہے۔

بہر حال ہمسائے کے بڑے حقوق ہیں (۱) اسے کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے (۲) نہ اس سے بیہودہ گوئی کی جائے (۳) خوشی کے وقت اس کو مبارک باد دی جائے اس کی بیماری

Marfat.com

میں بیمار پرسی کی جائے (۵) مصیبت میں اس کی مدد کی جائے (۶) اس کے عیبوں کو چھپایا جائے (۷) اس کے بیوی بچوں کو بری نگاہ سے نہ دیکھا جائے (۸) اس کو تحفہ تحائف سے نوازا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ دُوْنَ جَارِهِ مَخَافَةَ عَلٰى أَهْلِهِ وَمَالِهِ فَلَيْسَ ذٰلِكَ بِمُؤْمِنٍ وَلَيْسَ بِمُؤْمِنٍ مَنْ لَمْ يَأْمَنْ جَارُهُ بَوَائِقَهُ أَتَدْرِيْ مَا حَقُّ الْجَارِ إِذَا اسْتَعَانَكَ أَعَنْتَهُ وَإِذَا اسْتَقْرَضَكَ أَقْرَضْتَهُ وَإِذَا افْتَقَرَ عُدْتَ عَلَيْهِ وَإِذَا مَرِضَ عُدْتَهُ وَإِذَا أَصَابَهُ خَيْرٌ هَنَّأْتَهُ وَإِذَا أَصَابَتْهُ مُصِيْبَةٌ عَزَّيْتَهُ وَإِذَا مَاتَ اتَّبَعْتَ جَنَازَتَهُ وَلَا تَسْتَطِيْلُ عَلَيْهِ بِالْبُنْيَانِ فَتَحْجُبَ عَنْهُ الرِّيْحَ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا تُؤْذِهِ بِقَتَارِ رِيْحِ قِدْرِكَ إِلَّا أَنْ تَغْرِفَ لَهُ مِنْهَا وَإِنِ اشْتَرَيْتَ فَاكِهَةً فَاهْدِ لَهُ فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَأَدْخِلْهَا سِرًّا وَلَا يَخْرُجْ بِهَا وَلَدُكَ لِيَغِيْظَ بِهَا وَلَدَهُ رَوَاهُ الْخَرَائِطِيُّ مِنْ مَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ

جو اپنے دروازے کو بند رکھتا ہے تاکہ اس کا پڑوسی اور اس کے بال بچے نہ آنے پائیں تو وہ مومن نہیں ہے اور پڑوسی کو تکلیف دینے والا بھی مومن نہیں ہے آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ ہمسائے کا کیا حق ہے؟ اس کا حق یہ ہے کہ وہ جب تم سے مدد طلب کرے تو تم اسے مدد دو جب قرض مانگے تو قرض دو اور جب حاجت مند ہو جائے تو اس کی فریاد رسی کرو اور جب اس کو بیماری پہنچے تو اس کی بیمار پرسی کرو اور جب اس کو بھلائی پہنچے تو مبارک باد دو۔ اور جب اسے مصیبت پہنچے تو تسلی دو اور جب وہ مر جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو اور بغیر اس کی اجازت کے اپنے مکان کی دیوار اس کے مکان کی دیوار سے اونچی نہ رکھو کہ ہوا رک جائے ہاں مگر اس کی اجازت سے اور اپنی ہانڈی کے بگھارنے کی خوشبو سے اس کو نہ ستاؤ مگر یہ کہ اس میں سے اس کو بھی دو ایک چمچے دے دو اور پھل پھول خرید دو تو اس کے یہاں بھی ہدیہ تحفہ بھیج دو اور اگر یہ کام نہ کر سکو تو اسے خوش رکھنے کی کوشش کرو اور تمہاری اولاد پھل فروٹ لے کر باہر نہ نکلے کہ پڑوسی کے بچے کو اس کے نہ ملنے کی وجہ سے صدمہ ہو اور وہ ناخوش ہو۔

(الترغیب)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو پاس پڑوس کے حق کو ادا کرنے کی توفیق ادا فرمائے اور ہماری کوتاہیوں اور لغزشوں کو معاف فرمائے۔ آمین۔

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝ وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ

Marfat.com

بِالْاٰیَاتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ وَاَدْخَلَنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ
فِی الدَّارِ النَّعِیْمِ الْمُقِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ۔ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔ اَلْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ
اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَّصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا
مِنْھُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ
وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ
وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ۔ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ
وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَوْلٰی وَاَجَلُّ وَاَعَزُّ وَاَکْبَرُ

خطبہ ۸۴، عدل و انصاف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ
الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُکَ الْحَقُّ وَلِقَاءُکَ حَقٌّ وَقَوْلُکَ
حَقٌّ وَالْجَنَّۃُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَۃُ حَقٌّ اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ
وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ وَاِلَیْکَ حَاکَمْتُ
فَاغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ
مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ اَللّٰھُمَّ
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ

Marfat.com

مَجِيدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ اَمَّا بَعْدُ ۝ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِىْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِىَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (سورۂ نحل)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"اللہ تعالیٰ عدل کا، بھلائی کا اور قرابت داروں کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی کے کاموں اور ناشائستہ حرکتوں اور ظلم و زیادتی سے روکتا ہے اور تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو اور اللہ کے اقرار کو پورا کرو جب کہ تم آپس میں قول و قرار کرو اور قسموں کو ان کی پختگی کے بعد نہ توڑو باوجودیکہ خدا کو اس پر ضامن ٹھہرا چکے ہو۔ جو کچھ تم کر رہے ہو خدا اس سے خوب واقف ہے اور اس عورت کی طرح نہ ہونا جس نے سوت کاتنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر کے توڑ ڈالا تاکہ ٹھہراؤ تم اپنی قسموں کو آپس کے مکر کا باعث اس لیے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے بڑھا چڑھا ہو جائے اس سے خدا تم کو آزما رہا ہے، یقیناً اللہ تمہارے لیے قیامت کے دن ہر چیز کو کھول کر بیان کر دے گا جس میں تم اختلاف کر رہے ہو"

یہ آیت کریمہ ہر قسم کے فضائل و رذائل کو محیط ہے قرآن مجید کی آیتوں میں یہ آیت خیر و شر کی سب سے زیادہ جامع آیت ہے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جاہلیت کے زمانے میں جن اخلاق حسنہ پر عمل کیا جاتا اور وہ پسند کیے جاتے تھے ان میں سے کوئی خلق ایسا نہیں ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حکم نہ دیا ہو اور کوئی بھی بد اخلاقی ایسی نہیں ہے جس کی اس آیت میں مخالفت نہ ہو (ابن جریر)

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں بھلائی اور برائی کے سلسلہ کی سب سے زیادہ جامع آیت یہی ہے۔ (حاکم)

Marfat.com

اس آیت کریمہ میں اوامر کے اعتبار سے عدل، احسان، اہل قرابت کے حقوق اور ایفائے عہد اور نواہی کے لحاظ سے فحشا، منکر، بغی اور نقض عہد کا بیان نہایت خصوصیت سے کیا گیا ہے منطقی اصطلاح میں اس آیت کو قضیہ مانعۃ الخلو کہا جا سکتا ہے یعنی ہر فضائل حمیدہ میں ان چاروں عدل، احسان اور صلہ رحمی اور ایفائے عہد کا اجتماع ہو سکتا ہے لیکن کوئی حسن خلق ان چاروں سے خالی نہیں ہو سکتا بلکہ کوئی نہ کوئی اس میں ضرور ہوگا اسی طرح سے ہر خصائل رذیلہ اور قبائح ذمیمہ میں ان چاروں فحشاء، منکر اور بغی اور نقض عہد کا اجتماع ممکن ہے مگر کوئی بد اخلاق ان چاروں کے اجتماع سے خالی نہیں بلکہ ان چاروں میں سے کسی ایک کا ہونا ضروری ہے ہم ان چاروں مامورات و منہیات کو اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم کو ان خصائل حمیدہ سے مزین فرمائے اور ہر قسم کے قبائح اور رذائل سے بچائے آمین

ہر وہ خلق جس کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے وہ فضائل کہلاتے ہیں اور ہر وہ کام جس کو خدا ناپسند کرتا ہے رذائل ہیں ان ہی فضائل و رذائل کو اوامر اور نواہی سے تعبیر کیا جاتا ہے یعنی وہ کام اچھا ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ اس میں عقلی خوبیاں اور جمہوری فائدہ بھی ہے جیسا کہ آگے چل کر آپ کو معلوم ہو جائے گا اور جس کام کو اللہ ناپسند کرتا ہے وہ برا ہے عقلی برائیاں اور خلق خدا کا نقصان بھی ہوتا ہے اخلاق حسنہ کی جزئیات کا احاطہ بہت مشکل ہے اس آیت میں چار جزئیات کا اجمالی تذکرہ ہے۔ جن پر دیگر جزئیات کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح خصائل قبیحہ کا شمار بھی ناممکن ہے لیکن نمونے کے طور پر اس آیت میں چار جزئیات بیان کیے گئے ہیں جن سے دوسرے خصائل ذمیمہ کو سمجھا جا سکتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ایک واقعہ منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ قبائل عرب کے پاس جائیں ایک سفر میں حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ اس دفعہ مختلف قبائل کا دورہ کرتے ہوئے ثیبان بن ثعلبہ کے قبیلہ کے پاس پہنچے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کلمہ شہادت کی دعوت دی پھر بھی ابن ثعلبہ کے خطیب مفروق نے عرض کیا کہ کس بات پر آپ دعوت دیتے ہیں تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ تب بھی خطیب نے کہا کس بات کی دعوت دیتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو تلاوت فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ. تب خطیب قبیلہ مفروق نے کہا اے قریشی

Marfat.com
Marfat.com

بھائی تو نے مکارم اخلاق اور محاسن اعمال کی دعوت دی بے شک وہ قوم حق سے دور جا پڑی جس نے آپ کی تکذیب کی اور آپ کے خلاف مظاہرہ کیا اس کے بعد اس کے سردار نے کہا کہ جلدی میں کوئی فیصلہ کرنا مناسب نہیں ہمارا قبیلہ اس مسئلہ پر غور کرے گا۔ (دلائل النبوۃ جلد اول ص۹۸ و سیرۃ النبی جلد اول ص۲۲۵ از علامہ شبلی، و تفسیر امام رازی)

یہ آیت خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی المتوفی سنہ ۱۰۱ھ کے دور حکومت سے جب کہ ان کی حکومت ایشیا و افریقہ سے بڑھ کر یورپ میں اسپین تک پہنچ چکی تھی اور جملہ اقوام و مذاہب اسلامی دائرہ حکومت میں بستی تھیں اس وقت ساری دنیا میں جمعہ کے دوسرے خطبہ میں پڑھی جاتی تھی صاف ظاہر ہے بین الاقوامی آیت دستور حکومت اور جملہ مذاہب اور اقوام کے حقوق کی ضامن ہے۔

تفسیر حسینی میں ہے کہ جن تین چیزوں کا اس آیت میں ذکر ہے ان کے سبب ملک کی استقامت ہے اور جن تین چیزوں کی ممانعت ہے ان کے باعث اضطراب و پریشانی ہوتی ہے اور چھ چیزوں سے ہر ایک کا نتیجہ یہ ہے۔

(۱) عدل کا ثمرہ فتح و نصرت ہے (۲) احسان کا ثمرہ ثنا و صفت ہے (۳) صلہ رحمی کا ثمرہ انس و الفت ہے (۴) فحشاء کا نتیجہ دین و دنیا کا فساد و تباہی ہے (۵) منکر کا نتیجہ دشمنوں کو آمادہ کرنا ہے (۶) بغی یعنی ظلم و سرکشی کا حاصل ان چیزوں سے محروم رہنا ہے جن کی تمنا ہے۔

محققین صوفیاء نے ان چھ چیزوں کو تصوف کی بنیاد بتلایا ہے اب ہم اس مختصر خطبہ میں ان باتوں کی طرف خاص توجہ دلاتے ہیں۔

عدل

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے عدل کا تذکرہ فرمایا ہے عدل کے معنی انصاف کے ہیں۔ ہر چیز میں انصاف کی ضرورت ہے قول میں فعل میں یعنی جو کہیں یا جو کریں اس میں انصاف اور سچائی اور حق کو ملحوظ رکھیں ہر چیز سچائی کے ترازو میں ٹھیک اترے اور انصاف کی کسوٹی پر پوری اترے افراط و تفریط اور کمی بیشی ہرگز نہ ہو یہ عدل اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک عدل بھی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ حق فیصلہ کرتا ہے حق بات کہتا ہے اور حق کام کرتا ہے ارشاد فرمایا

وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ	(احزاب)	اللہ حق ہی بات کہتا ہے
وَاللّٰہُ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ	(مومن)	اللہ حق ہی فیصلہ کرتا ہے۔

Marfat.com

پہلی آیت میں عدل قولی دوسری آیت میں عدل فعلی کا بیان ہے اور یہ دونوں بائیں عدل قولی اور عدل فعلی کا تذکرہ اس آیت میں ہے کہ

وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا ؕ (انعام)

اور آپ کے رب کی بات سچائی اور انصاف کے ساتھ پوری ہوگئی

سارا نظام عالم صرف اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف ہی پر قائم ہے اور وہ خود بھی پورے پورے انصاف کے ساتھ قائم ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ (آل عمران)

اللہ تعالیٰ نے گواہی دی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود، نہیں اور فرشتے اور علم والوں نے بھی کہ وہی خدا عدل و انصاف کے ساتھ قائم ہے۔

یہ عدل خداوند تعالیٰ کی مخصوص صفت ہے اسی کا اس نے حکم دیا ہے خواہ اپنے ہوں یا پرائے دوست ہوں یا دشمن، سب کے ساتھ عدل و انصاف کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۫ وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۟ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

(مائدہ)

اے ایمان والو! تم نلہیت کے ساتھ حق پر قائم ہو جاؤ۔ انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں بے انصافی پر آمادہ نہ کرے انصاف کرو یہی انصاف پرہیز گاری سے قریب ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں سے واقف ہے۔

اس آیت میں انصاف کو اقرب الی التقویٰ فرمایا گیا ہے اور تقویٰ کے درجے تک پہنچ کر انسان صحیح معنوں پر انسان کامل بن جاتا ہے متقی آدمی نہ کسی پر ظلم و تعدی کرتا ہے اور نہ عداوت و دشمنی پر آمادہ ہوتا ہے پس عدل کا تقاضا یہی ہے کہ دشمن کے ساتھ بھی انصاف کرے اور انصاف کی راہ میں کسی کی دشمنی آڑے نہ آسکے۔ "انصاف و عدل" دوستی اور دشمن سے بالاتر ہے بلکہ انصاف کا یہ تقاضا ہے کہ دشمن کے ساتھ سب سے پہلے انصاف کیا جائے تاکہ عدل و انصاف کرنے والے کا امتحان ہو جائے جیسا کہ ارشاد ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَ لَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ

اے ایمان والو! تم انصاف کی حمایت میں کھڑے ہو جاؤ اللہ کے لیے گواہ بن کر، اگرچہ تمہارا اس میں نقصان ہی

Marfat.com

اَوِالْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا

(نسآء)

ہی ہو یا ماں باپ یا رشتہ داروں اور عزیزوں کا اگر وہ دولت مند یا محتاج ہیں تو اللہ تعالیٰ تم سے زیادہ ان کا ہمدرد اور خیر خواہ ہے لہٰذا تم عدل اور انصاف کرنے میں خواہشات نفسانی کی اتباع اور پیروی نہ کرو اگر تم زبان ملو گے یا کچھ بچا جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے کام سے واقف ہے۔

ان آیتوں میں عدل کے خلاف ایک ایک ریشہ کو جڑ سے نکال کر پھینک دیا گیا ہے کہا گیا کہ معاملات عدل و انصاف کی حمایت تمہارا مقصد ہو۔ جو کچھ کہو یا کرو خدا کی کہو یا خدا کے واسطے کہو۔ عدل و انصاف کے فیصلے اور گواہی میں نہ تو اپنے نفس کا خیال بیچ میں آئے نہ عزیزوں اور قرابت داروں کا، نہ دولت مند کی طرف داری کا، نہ محتاج پر رحم کا، پھر اس فیصلہ اور گواہی میں دولت مند کی خاطر نہ کرو اور نہ محتاج پر ترس کھاؤ اور قرابت کو بھی نہ دیکھو جو حق ہو وہ کرو یا کہو۔ پھر کہنے میں کوئی توڑ موڑ نہ کرو کہ سننے والا شبہ میں پڑ جائے یا پوری بات نہ کہو، کچھ چھپا لو، تو یہ سب باتیں عدل اور انصاف کے خلاف ہیں کسی غریب کی غربت پر ترس کھا کر فیصلہ میں ردوبدل کر دینا بظاہر نیکی کا کام دکھائی دیتا ہے مگر حقیقت میں یہ ایک مقدس فریب ہے۔ فیصلہ میں ترس کھا کر بے ایمانی کرنا بھی ویسا ہی ہے جیسا کسی کی خاطر رکھ کر یا کسی کی بزرگی مان کر یا کسی کی بڑائی سے مرعوب ہو کر بے ایمانی کرنا ہے۔ غرض یہ کہ عدل و انصاف کی راہ میں کوئی اچھا یا برا جذبہ حاکم کے لیے ٹھوکر کا پتھر نہ بنے۔

اسی طرح آیت مذکورہ کا اشارہ ادھر بھی ہو اکہ جو گواہ کسی فریق کو نفع پہنچانے کی غرض سے جانبدارانہ گواہی دیتا ہے وہ غلطی میں مبتلا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی اس کا نگران نہیں ہو سکتا اس لیے نہ گواہوں کو اس کی طرف داری کرنی اور نہ خود کسی فریق کو گواہ کی طرف داری کے ذریعہ سے اپنی منفعت کا خیال دل میں لانا چاہیے بلکہ دونوں کو اپنا معاملہ خدا کے سپرد کر دینا چاہیے کہ وہی ان کا سب سے بہتر اور سب سے بڑھ کر ولی اور حمایتی ہے۔

لوگ عدل و انصاف کے فیصلہ اور گواہی میں اس لیے غلط بیانی کرتے ہیں کہ جس فریق کی طرف داری مقصود ہے تو اس کو فائدہ پہنچ جائے تو ارشاد ہوا کہ اللہ اپنے امیر اور غریب دونوں بندوں کے حق میں تم سے زیادہ خیر خواہ ہے تمہاری کم بین نظر تو آس پاس تک جا کر رہ جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نظریں سب کچھ ہے وہ سب کچھ دیکھ کر اور سب کچھ جان کر اپنے بندوں

Marfat.com
Marfat.com

کے ساتھ دہ کرتا ہے جس میں ان کی بھلائی ہے۔ غور کیجیے ان لفظوں میں عدل و انصاف کا فلسفہ کس خوبی سے بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص انسان اپنے فیصلہ اور گواہی میں کسی خاص انسان کی بھلائی کے لیے جھوٹ بولتا یا غلط فیصلہ دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس کو اس سے فائدہ پہنچے گا۔ حالانکہ عالم الغیب کے سوا کس کو معلوم ہو سکتا ہے کہ آگے چل کر اس کے لیے کیا چیز مفید ٹھہرے گی۔ پھر ایک اور حیثیت سے دیکھیے کہ بالفرض کسی ایک خاص آدمی کو اپنی طرف داری سے فائدہ پہنچا بھی دیا تو کیا یہ سچ نہیں کہ اس نے اس طرح حقیقت میں سچائی کا خون کر کے نظم عالم کو ابتر کرنے کی کوشش کی اور ظلم کی بنیاد رکھی جس سے عالم کے امن و امان کے درہم برہم ہو جانے کا خطرہ ہے، غلط گو انسان کی محدود نگاہ میں ایک جزئی واقعہ کے نفع و نقصان کا خیال ہے اور اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف کے حکم میں سارے عالم کی خیر خواہی کا ایک بھید چھپا ہے جس کا ایک فرد وہ خاص انسان بھی ہے۔

انسان کے ہر فرد اور ہر جماعت بلکہ حکومت اور سلطنت میں عدل و انصاف کی ایک اہم ضرورت ہے۔ اس لیے معاشرتی زندگی کے عدل کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ (النساء)

اگر تم اس بات سے ڈرتے ہو کہ متعدد عورتوں کے درمیان عدل نہ کر سکو گے تو صرف ایک ہی بیوی پر یا ایک باندی پر اکتفا کرو۔

جو عورتوں کے درمیان انصاف نہیں کرتے وہ سخت مجرم ہیں اور اپنے بچوں کے درمیان بھی انصاف ضروری ہے۔ جو ایک بچے کو دیا جائے وہی دوسرے بچے کو بھی دیا جائے۔

حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ میرے والد محترم نے میری خدمت کیلئے ایک غلام مجھے عطا فرمایا اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر کر کے کہا۔

إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هٰذَا غُلَامًا

میں نے اس بچے کو ایک غلام دیا ہے آپ شاہد بن جائیے

آپ نے فرمایا کیا تم نے سب بچوں کو غلام دیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ (بخاری)

اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان میں انصاف سے کام لو۔

Marfat.com

یتیم بچوں کے متولیوں اور سرپرستوں کے لیے بھی عدل و انصاف کی ضرورت ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ (نساء)

اور یتیموں کے ساتھ انصاف کرو۔

بچوں، عورتوں اور یتیموں کے ساتھ عدل و انصاف کرنے سے پورے گھرانے اور خاندان کی اصلاح ہو سکتی ہے اسی طرح دو شخص یا دو گروہوں اور دو جماعتوں میں انصاف و عدل کرنے سے پورے ملک کی اصلاح ہو سکتی ہے۔

فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ (الحجرات)

اور ان دونوں میں برابری کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف کو ملحوظ رکھو یقیناً اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

عدل و انصاف حکومت و سلطنت کی عمارت کا ستون ہے اگر حکومت میں انصاف نہیں ہے تو اس کی عمارت بہت جلد منہدم ہو جاتی ہے۔

اَلْمُلْكُ يَبْقٰى مَعَ الْكُفْرِ وَلَا يَبْقٰى مَعَ الظُّلْمِ

کفر کے ساتھ تو سلطنت باقی رہ سکتی ہے لیکن ظلم کے ساتھ باقی نہیں رہ سکتی۔

اسی لیے اسلام نے ہر قسم کے مذہبی اور عدالتی فیصلوں کے لیے انصاف کو لازمی اور ضروری قرار دیا ہے بغیر اس کے مظلوم کی دادرسی ممکن نہیں۔ ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ (النساء)

اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کو امانتیں دے دو، اور جب لوگوں کے درمیان فیصلے کرو تو عدل و انصاف کے ساتھ کرو۔

اور یہ فیصلہ دوست، دشمن، موافق و مخالف سب کے لیے یکساں عدل و انصاف ہو چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہودیوں کے معاملات میں حکم ہوا کہ۔

وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ (مائدہ)

اور اگر آپ ان یہودیوں کے درمیان فیصلہ کریں تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں۔

اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے یہود و نصاریٰ اسلام کے کھلے دشمن تھے لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ

وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ

اور آپ فرما دیجیے! کہ میں اس کتاب پر ایمان رکھتا ہوں

Marfat.com

وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۭ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۭ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ

(شوریٰ)

جو اللہ نے اتاری ہے اور خدا کی طرف سے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان عدل و انصاف کروں، اللہ ہمارا اور تمہارا رب ہے ہم کو ہمارے عملوں کا، بدلہ ملے گا اور تم کو تمہارے عملوں کا بدلہ ملے گا ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں ہے ہم سب کو خدا کی طرف جانا ہے۔

مطلب بالکل واضح ہے کہ گو ہمارے اور تمہارے درمیان دینی مذہبی مخالفت ضرور ہے مگر تمہارے ساتھ عدل و انصاف کیا جائے گا۔ امیر، غریب، مسلم، غیر مسلم کی کوئی رعایت نہیں ہم سب اللہ کے بندے ہیں اور مرنے کے بعد خدا ہی کے پاس جانا ہے جہاں انصاف اور ظلم کا بدلہ ملنا ہے ہم کو ہمارے عملوں کا بدلہ ملنا ہے اور تم کو تمہارے ظلم کا ملے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سراسر عدل ہی تھے اس لیے لوگ نبوت سے پہلے بھی آپ کے پاس مقدمات لیجاتے اور آپ کے فیصلہ پر سب لوگ راضی ہو جاتے۔

حجر اسود کے نصب کرنے کا مشہور واقعہ ہے کہ سب قریش نے مل جل کر بیت اللہ بنا کر مکمل کر دیا مگر جب حجر اسود کے قائم کرنے کا موقعہ آیا تو سخت اختلاف ہوا کیونکہ ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ یہ کام اسی کے ہاتھ سے سرانجام پائے چار دن تک برابر یہی جھگڑا ہوتا رہا آخر ابن مغیرہ نے جو قریش میں سب سے زیادہ عمر کا تھا یہ رائے دی کہ کسی کو حکم بنا کر اس کے فیصلے پر عمل کریں اس رائے کو مانا گیا اور قرار دیا گیا کہ جو کوئی اب سب سے پہلے حرم میں آئے گا وہی، سب کا حکم سمجھا جائے گا۔ اتفاقاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا تھا کہ ھٰذَا الْاَمِیْنُ رَضِیْنَاہُ کے نعرے لگ گئے (امین آگیا۔ ہم اسی کے فیصلے پر رضامند ہیں)

آنحضرت نے اپنی زیرکی اور معاملہ فہمی سے ایسی تدبیر کی کہ سب خوش ہو گئے آنحضرت نے ایک چادر بچھائی اور اپنے ہاتھ سے حجر اسود کو اس میں رکھ دیا پھر ہر ایک قبیلہ کے سردار کو کہا کہ چادر کو پکڑ کر اٹھائیں اسطرح اس پتھر کو وہاں تک لائے جہاں قائم کرنا تھا آنحضرت نے پھر اسے اٹھا کر کونے پر لگا دیا (مسند طیالسی، مستدرک حاکم جلد اول)

ایک عورت فاطمہ مخزومیہ نے چوری کی۔ قریش کی عزت کے لحاظ سے لوگ چاہتے تھے کہ

Marfat.com
Marfat.com

وہ سزا سے بچ جائے اور معاملہ دب جائے حضرت اسامہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص خادم اور محبوب تھے لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ سفارش کیجیے حضرت اسامہؓ اپنے بھولے پن میں اس عورت کے لیے معافی کی درخواست کرنے لگے آپ نے ناراض ہو کر فرمایا تم حدود الٰہی میں سفارش کرتے ہو۔ خدا کی قسم اگر میری لخت جگر فاطمہؓ چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتا (بخاری)

آپ نے خود اسی عدل پر پوری زندگی گزاری اور آپ کے بعد خلفاء راشدین بھی عدل و انصاف کی ایک مثالی خلافت پر گامزن رہے اور ان کے عدل و انصاف کی داستانیں قیامت تک یادگار رہیں گی عادل بادشاہ کی تعریف اور فضیلت ہے دنیا میں اس کی بڑی قدر و عزت ہے اور قیامت کے دن عرش الٰہی کے سایہ میں رہے گا جیسا کہ بخاری شریف میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سوائے عرش الٰہی کے سایہ کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا اس سایہ میں سات طرح کے لوگ ہوں گے۔ ایک عادل اور منصف بادشاہ بھی ہوگا (بخاری)

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ الْمُقْسِطِیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ عَلٰی مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ عَنْ یَمِیْنِ الرَّحْمٰنِ الحدیث (مسلم)

انصاف کرنے والے خدا کے نزدیک اس کے داہنی جانب نور کے منبروں پر ہوں گے

اور فرمایا منصف حاکم اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پیارا اور سب سے زیادہ مقرب ہے اور ظالم بادشاہ سب سے برا اور سب سے دور ہے۔

۳۔ ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یَوْمٌ مِنْ اِمَامٍ عَادِلٍ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّیْنَ سَنَةً (طبرانی)

منصف اور عادل بادشاہ کا ایک دن کا انصاف ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اَفْضَلَ عِبَادِ اللّٰہِ مَنْزِلَةً یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِمَامٌ عَادِلٌ رَفِیْقٌ وَاِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰہِ مَنْزِلَةً یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِمَامٌ جَائِرٌ خَرِقٌ (بیہقی)

قیامت کے روز بلحاظ قدر و منزلت تمام لوگوں میں بزرگ ترین بندہ منصف نرم دل امام (امام سے مراد حاکم ہے) ہوگا اور قیامت کے دن بلحاظ قدر و منزلت تمام لوگوں میں بدترین شخص ظالم اور احمق امام ہوگا۔

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

Marfat.com

اَلسُّلْطَانُ ظِلُّ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ یَأْوِیْ اِلَیْهِ کُلُّ مَظْلُوْمٍ مِّنْ عِبَادِهٖ فَاِذَا عَدَلَ کَانَ لَهُ الْاَجْرُ وَ عَلَی الرَّعِیَّةِ الشُّکْرُ وَاِذَا جَارَ کَانَ عَلَیْهِ الْاِصْرُ وَعَلَی الرَّعِیَّةِ الصَّبْرُ

(ترمذی)

بادشاہ زمین میں سایۂ خدا ہے خدا کے بندوں میں سے ہر مظلوم اس کی طرف پناہ لیتا ہے تو جب وہ انصاف کرتا ہے تو اسے انصاف کرنے کا ثواب ملتا ہے اور رعیت پر اس کی شکرگزاری واجب ہوتی ہے اور جب ظلم و ناانصافی کرتا ہے تو ناانصافی کے گناہ کا بوجھ اس پر ہوتا ہے اور رعیت کو صبر کرنا پڑتا ہے۔

(۶) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قَالَ اَ تَدْرُوْنَ مَنِ السَّابِقُوْنَ اِلٰی ظِلِّ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قَالُوْا اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ الَّذِیْنَ اِذَا اُعْطُوا الْحَقَّ قَبِلُوْهُ وَاِذَا سُئِلُوْهُ بَذَلُوْهُ وَ حَکَمُوْا لِلنَّاسِ کَحُکْمِهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ (ابن ماجہ)

کیا تم جانتے ہو کہ قیامت کے دن سایۂ خدا کی طرف سبقت کرنے والے کون لوگ ہوں گے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ خدا اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں فرمایا یہ وہ لوگ ہوں گے کہ جب ان کو ان کا حق دیا جاتا ہے تو بے چون وچرا تسلیم کر لیتے ہیں اور حق تو ہے ان کا لیکن لوگ جب ان سے مانگتے ہیں تو بے دریغ خرچ کر دیتے ہیں اور لوگوں کے لیے ویسا ہی حکم کرتے ہیں جیسا کہ خود اپنے نفسوں کے لیے فیصلہ کرتے ہیں (یعنی جو کچھ اپنے لیے چاہتے ہیں وہی دوسروں کے لیے چاہتے ہیں

اور یہی معنی ہیں "آنچہ بر خود می پسندی بر دیگر ے مپسند" کے

(۷) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَی اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَاَقْرَبَهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا اِمَامٌ عَادِلٌ وَاِنَّ اَبْغَضَ النَّاسِ اِلَی اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَاَشَدَّهُمْ عَذَابًا وَفِیْ رِوَایَةٍ وَاَبْعَدَهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا اِمَامٌ جَائِرٌ (ترمذی)

قیامت کے روز اللہ کے نزدیک سب لوگوں میں محبوب ترین بلحاظ مجلس خدا کے زیادہ قریب منصف بادشاہ ہوگا اور خدا کے نزدیک قیامت کے روز سب سے زیادہ دشمن اور عذاب میں سب سے زیادہ سخت اور ایک روایت میں ہے کہ باعتبار مجلس خدا سے بہت دور ظالم امام یعنی ظالم حاکم ہوگا۔

اس قسم کی بہت سی حدیثیں ہیں جن سے عادل بادشاہوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے

Marfat.com

Marfat.com

عدل وانصاف کرنے والوں کو خدا دوست رکھتا ہے ان کے عدل کی وجہ سے خدا کی مخلوق نہایت آرام سے اپنی زندگی گزارتی ہے کھانے میں بڑی برکت رہتی ہے پیداوار میں ترقی ہوتی ہے ہر چیز ارزاں و سستی رہتی ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں ایک حدیث کے ضمن میں بتایا ہے۔

وَجَدْتُ فِيْ خَزَائِنِ بَنِيْ اُمَيَّةَ حِنْطَةَ الْجَبَّةِ بِقَدْرِ نَوَاةِ التَّمْرِ وَهِيَ فِيْ صُرَّةٍ مَكْتُوْبٌ عَلَيْهَا كَانَ هٰذَا يَنْبُتُ فِيْ زَمَنِ الْعَدْلِ

میں نے بنی امیہ کے گودام میں ایک قسم کا گیہوں پایا ہے جس کا ایک ایک دانہ کھجور کی گٹھلی کے برابر تھا یہ گندم ایک تھیلے میں بند تھا جس کے اوپر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی کہ یہ گیہوں عدل وانصاف کے زمانہ خیر کی پیداوار ہے۔

یہ تو امام احمد بن حنبل کے زمانہ سے پہلے کی بات ہے۔ علامہ ابن قیم متوفی ۷۵۱ھ نے اپنے زمانہ یعنی آٹھویں صدی ہجری کے متعلق "الجواب الکافی" میں امام صاحب کے اس قول کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔

وَاَخْبَرَنِيْ جَمَاعَةٌ مِنْ شُيُوْخِ الصَّحْرَاءِ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَجِدُوْنَ الثِّمَارَ اَكْبَرَ مِمَّا هِيَ الْاٰنَ

بوڑھے شیوخ نے مجھے بتایا کہ خود ان لوگوں نے بھی آج کل کے دانوں سے بہت بڑے بڑے دانے اپنے پہلے وقتوں میں دیکھے ہیں۔

علامہ مقدسی بشاری متوفی ۳۷۵ھ "احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم" میں اقلیم شرق کے علاقہ ہیطل کے بارے میں لکھتے ہیں۔

اِعْلَمْ اَنَّ هٰذَا الْجَانِبَ اَخْصَبُ بِلَادِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔

یعنی یہ علاقہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ تمام روئے زمین سے زیادہ سرسبز و شاداب ہے۔

پھر لکھتے ہیں کہ یہاں پر دنیا بھر سے زیادہ نیکی، علم دین، آبادی، علمی رغبت، دین میں استقامت، شان و شوکت، تنومندی، جہاد فی سبیل اللہ میں دائمی دل کی صفائی اور سلامتی اور نماز باجماعت میں رغبت پائی جاتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ معاشی کشادگی، پرہیزگاری اور صدقات و خیرات، دعوت و مدارات اور اہل علم و دانش کی قدر افزائی بھی کافی پائی جاتی ہے۔

واضح رہے یہ مسلمانوں کی دینی زندگی اور اس کی برکتیں کسی ایک گوشہ میں محدود نہیں

Marfat.com
Marfat.com

تھیں بلکہ جوانب واطراف ہیطل کے دور دراز علاقے بخارا وغیرہ تک سب ان کی برکات کا گہوارہ بنے ہوئے تھے علامہ ابواسحاق فارسی مسالک الممالک میں سمرقند کے قریب الغبر نامی مقام کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہاں کی زمین بہت زرخیز ہے وہاں پر ایک بوری بیج سے ایک سو بوری غلہ پیدا ہوتا ہے نیز وہاں پر چراگاہیں بھی بہت زیادہ ہیں۔

مورخ اصطخری نے بخارا کے متعلق یہ تصریح کی ہے کہ یہاں کی زرخیزی اور آبادی کا یہ حال ہے کہ بسا اوقات ایک آدمی ایک بیگھہ زمین میں کاشتکاری کر کے اپنی معاشی ضرورت پوری کر لیتا ہے مسلمانوں نے اپنے بابرکت زمانوں میں ترقی کے ہر میدان میں جو سبقت کی ہے اس کو دیکھتے ہوئے یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ درحقیقت مسلمان ایک زمانے میں اقوام عالم کے مسلّم استاد تھے کیوں کہ ان میں عدل وانصاف تھا اور خدا کے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ پر پورے پورے عامل تھے

حضرت امام ابوداؤد رح اپنی مشہور کتاب کے باب صدقۃ الزرع کے ذیل میں یہ تحریر فرماتے ہیں

قَالَ اَبُوْدَاوٗدَ رح شَبَرْتُ قِثَّاءَۃً بِمِصْرَ ثَلٰثَ عَشَرَ شِبْرًا وَرَاَیْتُ اُتْرُجَّۃً عَلٰی بَعِیْرٍ قِطْعَتَیْنِ قُطِعَتْ وَصُیِّرَتْ عَلٰی حَمْلِ مِثْلَ عِدْلَیْنِ

یعنی میں نے مصر میں ایک ککڑی دیکھی جس کو میں نے تیرہ بالشت ناپا یعنی ساڑھے تین گز لمبی ککڑی دیکھی اور نیز دیکھا جس کے دو ٹکڑے کر دیئے گئے تھے اور دونوں ٹکڑے ایک اونٹ پر اس طرح لاد دیئے گئے تھے جیسے لادی کر اونٹ کے دونوں جانب لاد دیا جاتا ہے

یعنی ایک نیبو پورے کا ایک اونٹ کا بوجھ تھا یہ تھا نہ عدل کی پیداوار تھی۔

علامہ دمیری نے اپنی مشہور کتاب "حیوٰۃ الحیوان" میں ظالم بادشاہوں کی نخوست اور عادل بادشاہوں کی برکت کے سلسلے میں بہت سے دلچسپ واقعات لکھے ہیں جن میں یہ واقعہ عبرت کیلئے ذیل میں لکھا جا رہا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بادشاہ پوشیدہ طور پر اپنے شہر سے دوسری جگہ گیا۔ اور ایک آدمی کے یہاں ٹھہرا جس کے گائے پلی ہوئی تھی کہ ایک گائے سے تیس گائیوں کے دودھ کی مقدار سے زیادہ دودھ نکالا یہ دیکھ کر بادشاہ

Marfat.com

نے تعجب کیا اور اس نے اپنے دل میں اس گائے کو لے لینے کا خیال کیا دوسرے روز وہ گائے چراگاہ میں چرنے کے لیے گئی اور شام کو گھر واپس آئی تو اس روز کم دودھ نکلا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ کیا بات ہے کہ آج اس کا دودھ کیوں کم نکلا۔ کیا اس چراگاہ میں چرنے نہیں گئی تھی جہاں پہلے چرنے جایا کرتی تھی۔ گھر والوں نے کہا گائے وہی ہے اور وہی چراگاہ ہے جہاں روزانہ چرنے کے لیے جایا کرتی تھی۔

وَلٰكِنْ أَرَى الْمَلِكَ أَضْمَرَ لِبَعْضِ رَعِيَّتِهِ سُوْءً فَنَقَصَ لَبَنُهَا فَإِنَّ الْمَلِكَ إِذَا أَظْلَمَ أَوْ هَمَّ بِظُلْمٍ ذَهَبَتِ الْبَرَكَةُ قَالَ فَعَاهَدَ الْمَلِكُ رَبَّهُ أَنْ لَّا يَأْخُذَهَا وَلَا يَظْلِمُ أَحَدًا قَالَ فَغَدَتْ فَرَعَتْ ثُمَّ رَاحَتْ فَحَلَبَتْ حِلَابَهَا فِي الْبَوْمِ الْأَوَّلِ فَاعْتَبَرَ الْمَلِكُ بِذٰلِكَ وَعَدَلَ وَقَالَ إِنَّ الْمَلِكَ إِذَا ظَلَمَ أَوْ هَمَّ بِظُلْمٍ ذَهَبَتِ الْبَرَكَةُ لَا جَرَمَ لَأَعْدِلَنَّ

(حیوۃ الحیوان ص ۱۲۹)

لیکن بادشاہ کی نیت خراب ہو گئی ہے اور اس نے اپنے بعض رعایا پر ظلم کا ارادہ کیا ہے اور ہمارے یہاں کا دستور ہے کہ جب بادشاہ رعایا پر ظلم کرتا ہے تو برکت جاتی رہتی ہے اور پیداوار میں کمی ہو جاتی ہے بادشاہ نے اپنے دل میں سوچا کہ آئندہ کسی پر ظلم نہیں کروں گا۔ اور دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے اس کا معاہدہ کیا۔ بادشاہ وہیں ٹھہرا رہا کہ تیسرے روز گائے چر کر شام کو واپس آئی تو پہلے دن کی طرح زیادہ دودھ نکلا اب بادشاہ کو یقین آگیا انصاف کی نیت کی برکت سے پھر اس دودھ میں اضافہ ہو گیا ہے اور اس نے اس سے عبرت حاصل کی اور عدل وانصاف کا پختہ ارادہ کیا اور کہا کہ سچ ہے کہ جب بادشاہ ظلم یا ظلم کا ارادہ کرتا ہے تو برکت جاتی رہتی ہے آئندہ میں انصاف ہی انصاف کرتا رہوں گا۔

احسان

اس آیت کریمہ میں دوسرا حکم احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ تم کو احسان اور نیکی کرنے کا حکم دیتا ہے کہ تم نیکی اور لوگوں کے ساتھ بھلائی کرو۔

احسان کے لغوی معنی اچھا کام کرنے اور کسی کام کو اچھے طریقے سے کرنے کے ہیں اردو میں احسان، جود وسخاوت اور کرم کو کہتے ہیں۔ یہ بھی ایک اچھا اور نیک کام ہے احسان اور نیکی وبھلائی کے بہت سے افعال ہیں ان میں سے ایک اچھا کام سخاوت اور کرم بھی ہے۔ یہ احسان وبھلائی کرنا ایک اعلیٰ درجے کی صفت ہے جو تمام نیکیوں کو شامل ہے اور نیکی کا کوئی فرد احسان سے خالی اور خارج نہیں۔ احسان کرنے والے کو محسن کہتے ہیں اور محسن خدا کا

Marfat.com

محبوب ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ — نیکی اور احسان کرنے والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے اور ان کے اچھے کام کو اکارت نہیں کرتا۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ — یقیناً اللہ نیک اور اچھے کام کرنے والوں کی مزدوری کو ضائع اور برباد نہیں کرتا۔

احسان اور بھلائی یہ ہے کہ دوسرے کے ساتھ نیک اور اچھا سلوک کرنا جس سے اس کو آرام پہنچے اور دل خوش ہو جائے اور اس کی تکلیف دور ہو جائے اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی مصیبت دور کر کے ان کو قید خانہ سے نجات دلائی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے شکریہ کے طور پر فرمایا۔

وَ قَدْ أَحْسَنَ بِيْ إِذْ أَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ . (یوسف) — اور اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ یہ احسان کیا کہ اس نے مجھے جیل خانہ سے نکالا اور آپ لوگوں کو گاؤں سے یہاں لے آیا۔

قصور وار کے قصوروں کو معاف کر دینا اور درگزر کر دینا اور ان کے مقابلہ میں غصہ کو پی جانا ایک احسان ہے جو خدا کو بہت پسند ہے اور ایسے لوگ جنت کے مستحق لوگوں میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَسَارِعُوْا إِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ .
(آل عمران)

اور اپنے پروردگار کی بخشش اور اس کی جنت کی طرف لپکو جس کا پھیلاؤ اتنا بڑا ہے جیسے زمین و آسمان کا پھیلاؤ ان پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے جو خوش حالی اور تنگ دستی میں اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں اور غصے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کے قصوروں کو معاف کر دیتے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے

اس سے زیادہ اور کیا درجہ ہو سکتا ہے کہ احسان کرنے والا خدا کا محب ہوتا ہے اور عفو و درگزر کر دینا احسان کا ایک اونچا درجہ ہے۔ اس احسان اور درگزری کی تاکید ہے۔ فرمایا۔

وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ — اور چاہیے کہ وہ معاف اور درگزر کریں کیا تم اس بات کو نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے

Marfat.com
Marfat.com

غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (نور) وہ بڑا ہی غفور رحیم ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو عفو و احسان کی ترغیب دلائی ہے کہ جب دوسروں کے قصوروں کو معاف کر دو گے تو اللہ بھی تمہارے قصوروں کو معاف فرمائے گا جب تم لوگوں کے ساتھ احسان کرو گے تو اللہ بھی تمہارے ساتھ احسان فرمائے گا۔

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (رحمٰن) احسان کا بدلہ احسان ہی ہے۔

دراصل دوسروں کے ساتھ احسان اور بھلائی کرنا گویا اپنے ساتھ بھلائی کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا (جاثیہ) جس نے اچھا کام کیا اس نے اپنی بھلائی کی اور جس نے برائی کی اس نے اپنا برا کیا۔

دوسروں کے ساتھ احسان کرنا اور اس کی تکلیفوں کو دور کرنا ہے۔ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ فِي الدُّنْيَا يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا فِي الدُّنْيَا سَتَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ۔

جو مسلمان کسی مسلمان سے دنیا کی پریشانی دور کر دے گا اور جو مسلمان کسی تنگ دست پر دنیا میں آسانی کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کو دونوں جہان میں پردہ پوشی کرے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی اعانت میں لگا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی خدمت میں مصروف رہتا ہے۔

(مسلم، ابوداؤد)

۱۰۲ اور آپ نے فرمایا

مَنْ مَشٰى فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ حَتّٰى يُتِمَّهَا لَهٗ اَظَلَّهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِخَمْسَةٍ وَّسَبْعِيْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّوْنَ لَهٗ وَيَدْعُوْنَ لَهٗ اِنْ كَانَ صَبَاحًا حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِنْ كَانَ مَسَآءً حَتّٰى يُصْبِحَ وَلَا يَرْفَعُ قَدَمًا اِلَّا حَطَّ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً وَّرَفَعَ اللّٰهُ لَهٗ دَرَجَةً

(ابن ماجہ، ترغیب)

جو مسلمان اپنے بھائی کی حاجت روائی میں جائے یہاں تک کہ اس کی ضرورت پوری کر دے اگر صبح کے وقت جائے تو اللہ تعالیٰ پچھتر ہزار فرشتوں سے اس پر سایہ کیا جاتا ہے اور شام تک فرشتے ان کے حق میں دعائیں کرتے رہتے ہیں اور اگر شام کے وقت جائے تو صبح تک یہ فرشتے اسی طرح کرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر قدم پر ایک گناہ معاف کرتا ہے اور ایک درجہ بلند کرتا ہے۔

Marfat.com

(۳) مَنْ مَشٰی فِیْ حَاجَةِ اَخِیْهِ الْمُسْلِمِ کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِکُلِّ خَطْوَةٍ سَبْعِیْنَ حَسَنَةً وَمَحَا عَنْهُ سَبْعِیْنَ سَیِّئَةً اِلٰی اَنْ یَّرْجِعَ مِنْ حَیْثُ فَارَقَهٗ فَاِنْ قُضِیَتْ حَاجَتُهٗ عَلٰی یَدَیْهِ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ وَاِنْ هَلَکَ فِیْمَا بَیْنَ ذٰلِکَ دَخَلَ الْجَنَّةَ بِغَیْرِ حِسَابٍ (ترغیب)

جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی میں چلے پھرے گا اس کو اللہ تعالیٰ ہر ہر قدم پر ستر ستر نیکیاں دے گا۔ اور ستر ستر گناہ معاف فرمائے گا یہاں تک کہ وہ واپس آجائے اگر اس کے ہاتھوں اس کی ضرورت پوری ہو جائے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا گویا آج ہی وہ پیدا ہوا ہے اگر وہ اسی کے درمیان مر جائے تو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوگا۔

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ کَانَ وُصْلَةً لِاَخِیْهِ الْمُسْلِمِ اِلٰی ذِیْ سُلْطَانٍ فِیْ مَبْلَغِ بِرٍّ اَوْ یَسِیْرِ عُسْرٍ اَعَانَهُ اللّٰهُ عَلٰی اِجَازَةِ الصِّرَاطِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ عِنْدَ دَحْضِ الْاَقْدَامِ

(طبرانی، ترغیب)

جو بادشاہ یا حاکم اپنے مسلمان بھائی کو بھلائی پہنچانے کا ذریعہ و وسیلہ بنے یا اس کی تنگ دستی و پریشانی کے دور کرنے میں اعانت کرے تو اللہ تعالیٰ پل صراط سے گزرنے میں اس کی اعانت کرے گا جس وقت بہت سے لوگوں کے قدم پھسل جائیں گے۔

اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ اِدْخَالُ السُّرُوْرِ کَسْوَتَ عَوْرَتَهٗ اَوْ اَشْبَعْتَ جُوْعَتَهٗ اَوْ قَضَیْتَ حَاجَتَهٗ

(الحدیث)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب عملوں سے بہتر عمل یہ ہے کہ کسی مسلمان کو خوش کر دو یعنی اگر وہ برہنہ ہے تو اس کی ستر پوشی کر دو اور اگر بھوکا ہے تو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دو اور پیاسا ہے تو پانی پلا دو اور کسی چیز کا محتاج اور ضرورت مند ہے تو اس کی حاجت پوری کر دو۔

۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی بَعْدَ الْفَرَائِضِ اِدْخَالُ السُّرُوْرِ عَلَی الْمُسْلِمِ

یقیناً فرائض کے بعد اللہ کے نزدیک سب عملوں سے زیادہ پیارا عمل مسلمان بھائی کو خوش کر دینا ہے۔ (ترغیب)

دوسروں کے ساتھ نیکی اور احسان کرنے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ تنگ دست قرضدار کے قرض کو معاف کر کے اس بارگراں سے سبکدوش کر دیا جائے یہ احسان خدا کو اس قدر پسند ہے کہ صرف اسی ایک احسان کی وجہ سے اس کی مغفرت ہو گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک شخص جو نیکی کا کام نہیں کرتا تھا، صرف لوگوں

Marfat.com

کو قرض دیتا تھا اور جب اس کو کوئی مفروض تنگ دست نظر آتا تھا تو اپنے ملازموں سے کہتا، اس سے درگزر کرو، شاید خدا ہم سے بھی درگزر کرے چنانچہ اس کے صلہ میں خدا نے اس سے درگزر کیا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ تم سے پہلے ایک شخص تھا موت کے بعد فرشتوں نے اس سے سوال کیا کہ تم نے نیکی کا کوئی کام کیا ہے؟ اس نے کہا کوئی نہیں۔ فرشتوں نے کہا ذرا یاد کرو اس نے کہا میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اگر مفروض فراخ دست ہوتا تھا تو قرض لینے میں آسانی کرتا تھا اور اگر تنگ دست ہوتا تھا تو اس کو مہلت دیتا تھا یا یہ کہ فراخ دست مفروض کو مہلت دیتا تھا اور تنگ دست کا قرض چھوڑ دیتا تھا (بخاری، کتاب البیوع)

حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

"اِنَّ رَجُلًا کَانَ فِیْمَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ اَتَاہُ الْمَلَکُ لِیَقْبِضَ رُوْحَہٗ فَقِیْلَ لَہٗ ھَلْ عَمِلْتَ مِنْ خَیْرٍ قَالَ مَا اَعْلَمُ قِیْلَ لَہٗ اُنْظُرْ قَالَ مَا اَعْلَمُ شَیْئًا غَیْرَ اَنِّیْ کُنْتُ اُبَایِعُ النَّاسَ فِی الدُّنْیَا وَ اُجَازِیْھِمْ فَاُنْظِرُ الْمُوْسِرَ وَ اَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ فَاَدْخَلَہُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ (بخاری)

اور دوسری روایت میں یوں ہے آپ نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ پسند ہو کہ خدا قیامت کی تکلیف سے اس کو نجات دے وہ تنگ دست کو مہلت دے یا اس کا قرض معاف کرے (مسلم، کتاب البیوع) یہی روایت مسند احمد بن حنبل میں ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے جو شخص اپنے قرضدار کو مہلت دے گا تو قیامت کے دن وہ خدا کے عرش کے سایہ میں ہوگا۔ (مسند ابن حنبل جلد ۵ صـ ۳۰۸)

غرض یہ ہے کہ اسلام نے دوسروں کے ساتھ بھلائی اور احسان کرنے کو کسی خاص معنی میں محدود نہیں کیا ہے بلکہ اس کو نیکی کی ہر راہ میں وسیع کر دیا ہے۔ زندگی تو زندگی موت میں بھی اس نے اس اصول کے دائرہ کو تنگ نہیں کیا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَۃَ وَ اِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَ وَ لْیُحِدَّ اَحَدُکُمْ شَفْرَتَہٗ

اللہ تعالیٰ نے ہر شے پر احسان کرنا فرض کیا ہے تو اگر تمہیں کسی کو (کسی شرعی حکم کے سبب سے) جان سے مارنا بھی پڑے تو اس کو بھی اچھائی کے ساتھ کرو۔ کسی جانور کو ذبح کرنا چاہو تو بھی خوبی کے ساتھ کرو۔ چھری کو خوب تیز کر

Marfat.com

وَالْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهٗ (مسلم) بیاکرد اور اپنے ذبیحہ کو راحت دو۔

پھر یہ اصول کہ جو میرے ساتھ احسان کرے اسی کے ساتھ احسان کرنا چاہیے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی تعلیم کے خلاف ہے ایک شخص نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا یا رسول اللہ میں کسی شخص کے پاس سے گزرتا ہوں تو وہ میری مہمانی نہیں کرتا تو کیا جب اس کا گزر مجھ پر ہو تو میں اس کی کج خلقی کا بدلہ یہی دوں؟ فرمایا نہیں تم اس کی مہمانی کرو (ترمذی) ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا "ایسے نہ بنو کہ خود تمہاری گرہ کی عقل نہ ہو صرف دوسروں کی دیکھا دیکھی کام کرو۔ کہتے ہو کہ اگر لوگ احسان کریں تو ہم بھی احسان کریں گے اور اگر وہ ظلم کریں تو ہم بھی ظلم کریں گے بلکہ اپنے آپ کو اس بات پر مطمئن کرو کہ اگر دوسرے احسان کریں تو تم احسان کرو گے اور اگر وہ برائی بھی کریں تو تم ظلم نہ کرو (مسلم)

لوگ احسان کو غلطی سے دولت و تمول یا دوسری بڑی بڑی باتوں کے ساتھ خاص کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ غریب کیا احسان کا کام کر سکتے ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ احسان اور نیکی کا کام کرنے کے لیے دولت کی نہیں بلکہ دل کی ضرورت ہے اور اس کی وسعت بہت دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ حضرت براء بن عازب صحابیؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک بدوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عَلِّمْنِيْ عَمَلًا يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ قَالَ لَئِنْ كُنْتَ أَقْصَرْتَ الْخُطْبَةَ لَقَدْ أَعْرَضْتَ الْمَسْئَلَةَ أَعْتِقِ النَّسَمَةَ وَفُكَّ الرَّقَبَةَ قَالَ أَوَلَيْسَا وَاحِدًا قَالَ لَا عِتْقُ النَّسَمَةِ أَنْ تَفَرَّدَ بِعِتْقِهَا وَفُكُّ الرَّقَبَةِ أَنْ تُعِيْنَ فِيْ ثَمَنِهَا وَالْمَنْحَةُ الْوَكُوْفُ وَالْفَيْءُ عَلٰى ذِي الرَّحِمِ الظَّالِمِ فَإِنْ لَمْ تُطِقْ ذٰلِكَ فَأَطْعِمِ الْجَائِعَ وَاسْقِ الظَّمْآنَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ فَإِنْ لَمْ تُطِقْ ذٰلِكَ فَكُفَّ لِسَانَكَ إِلَّا

مجھے کوئی ایسی بات بتایئے جس پر عمل کرنے سے مجھے بہشت نصیب ہو۔ ارشاد ہوا کہ تمہاری تقریر تو مختصر ہے لیکن تمہارا سوال بہت بڑا ہے تم جانوں کو آزاد کرو۔ اور گردنوں کو چھڑاؤ۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! کیا یہ دونوں باتیں ایک ہی نہیں ہیں؟ فرمایا نہیں۔ کیسے اگر کسی کو آزاد کرتے ہو تو یہ جان کا آزاد کرنا ہے اور دوسرے کے ساتھ شریک ہو کر کسی کی آزادی کی قیمت میں مالی مدد دینا گردن چھڑانا ہے اور دودھیلا جانور کسی کو دودھ پینے کے لیے دے دو اور ظالم رشتہ دار کے ساتھ نیکی کرو اگر تم یہ بھی نہ کر سکو تو بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور پیاسے کو پلاؤ اور نیکی کے کام کرنے کو کہو اور برائی سے باز

Marfat.com

مِنْ خَيْرٍ — رکھو اور اگر یہ بھی نہ کر سکو تو اپنے آپ کو بھلائی کے سوا اور کاموں سے روکو۔ (بیہقی)

ایک مرتبہ حضرت ابوذرؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! ایمان کے ساتھ کوئی عمل بتائیے فرمایا کہ جو روزی خدا نے دی اس میں سے دوسروں کو دے عرض کیا اگر وہ اس سے معذور ہو فرمایا مغلوب کی مدد کرے عرض کی اگر وہ ضعیف ہو، مدد کرنے کی قوت نہ ہو فرمایا جس کو کوئی کام کرنا نہ آتا ہو اس کا کام کر دے۔ عرض کی اگر خود ہی ایسا ناکارہ ہو؟ فرمایا اپنی ایذا رسانی سے لوگوں کو بچائے رکھے (مستدرک حاکم جلد ۱۔ ص ۶۳)

قرابت داروں کے ساتھ احسان کرنا

پھر اس آیت کریمہ میں عدل و احسان کا ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں انصاف کرنے اور احسان کرنے کا حکم دیتا ہے اور احسان قریب اور بعید سب کے ساتھ کرنے کا حکم ہے لیکن بعض خصوصیت کی بنا پر قرابت داروں کے ساتھ مالی امداد کرنے کی زیادہ تاکید ہے جس کو ایتاء ذی القربیٰ سے بیان کیا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ انصاف کرو اور ایک، دوسرے کے ساتھ نیکی کرو اور اپنے عزیزوں اور قرابت داروں کی مالی امداد کرو اور ان کی حاجت روائی کرو اور ان کے حقوق کو ادا کرو۔ قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں اس کی تائید آئی ہے۔ ارشاد فرمایا۔

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى — اور قرابت والے کو اس کا حق دو۔

اگر کسی قرابت مند سے کوئی قصور ہو جائے تو اہل دولت کو زیبا نہیں کہ وہ اس کی سزا میں اپنی امداد کا ہاتھ اس سے روک لیں۔ ارشاد ہوا۔

وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ — اور جو لوگ تم میں سے بڑائی اور کشائش والے ہوں وہ قرابت داروں اور محتاجوں کو نہ دینے کی قسم نہ کھا بیٹھیں۔ (نور)

خدا کی خالص عبادت اور توحید اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کے بعد تیسری چیز اہل قرابت کے ساتھ نیکی ہے فرمایا۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى — اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا ساتھی نہ بناؤ۔ اور ماں باپ اور قرابت والے کے ساتھ نیکی کرنا۔ (نساء)

Marfat.com

Marfat.com

قرابت کے حق کو اسلام میں وہ اہمیت حاصل ہے کہ داعی اسلام علیہ السلام اپنی ان تمام محنتوں، زحمتوں، تکلیفوں اور مصیبتوں کا جو تبلیغ اور دعوت حق میں ان کو پیش آئیں اور اپنے اس احسان وکرم کا جو ہدایت، تعلیم اور اصلاح کے ذریعہ ہم پر فرمایا بدل، معاوضہ اور مزدوری، یہ طلب فرماتے ہیں اپنی امت سے کہ رشتہ داروں اور قرابتداروں کا حق ادا کرو اور ان سے لطف ومحبت سے پیش آؤ۔ فرمایا۔

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

(شوریٰ)

کہہ دے اے پیغمبرؐ! کہ میں تم سے اس پر بجز اس کے کوئی مزدوری نہیں مانگتا کہ ناطے رشتے میں محبت اور پیار کرو۔

قرابت کا پورا بیان "اسلامی خطبات" کی پہلی جلد میں آچکا ہے۔ اسی طرح الفائے عہد، فحشا، منکر، اور بغی کا بیان پچھلے خطبوں میں نہایت بسط وتفصیل کے ساتھ آچکا ہے۔ مگر یہاں پر چونکہ ہمیں مذکورہ دو آیتوں کی تشریح مقصود ہے اسلیے ان کا تھوڑا تھوڑا بیان یہاں پر بھی کیا جارہا ہے۔

ایفاء عہد

ان آیتوں میں چوتھا حکم وعدہ کا پورا کرنا ہے۔ یعنی جب کسی معاملہ میں کسی سے کوئی عہد واقرار کیا جائے تو اس کا پورا کرنا نہایت ہی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنی الوہیت کا اقرار لیا تھا کہ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ؟ کیا، میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ سب نے کہا "بلیٰ"، یعنی خدا کی الوہیت کا اقرار کیا اور وعدہ کیا اب جس نے اس وعدہ کو پورا کیا وہ خدا کا فرمانبردار ہے جس نے نہیں پورا کیا وہ خدا کا نافرمان ہے ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے یہی حکم دیا ہے۔

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ۭ تَتَّخِذُوْنَ

اور اللہ کے عہد کو پورا کرو جب کہ تم آپس میں قول و اقرار کرو۔ اور قسموں کو ان کی پختگی کے بعد توڑا نہ کرو۔ باوجودیکہ تم خدا کو اپنا ضامن ٹھہرا چکے ہو جو کچھ تم کر رہے ہو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے اور تم اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنا سوت مضبوط کاتنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر کے توڑ ڈالا ہو، کہ ٹھہراؤ تم اپنی قسموں کو آپس کے مکر کا باعث، اس لیے کہ ایک

Marfat.com

أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ ۚ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ ۚ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ

گروہ دوسرے گروہ سے بڑھا چڑھا ہو جائے بات صرف یہی ہے کہ اس زیادتی سے خدا تمہیں آزما رہا ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے لیے قیامت کے دن ہر اس چیز کو کھول کھول بیان کر دے گا جس کے بارے میں تم اختلاف کر رہے ہو۔

(نحل)

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو تاکیدی حکم دے رہا ہے کہ عہد و پیمان اور قول و قرار پورا کرو، نقض عہد کر کے اپنی نیکیوں اور عملوں کو برباد نہ کرو، اور قسموں کو بھی پورا کرو، خلاف ورزی کی صورت میں مجرم ثابت ہو گے کتاب و سنت میں ایفائے عہد کی بڑی تاکید اور نقض عہد کی بڑی مذمت آئی ہے۔

فحشاء

خصائل حمیدہ (عدل، احسان، صلہ رحمی اور ایفاء عہد) کے بیان کرنے کے بعد ان منہیات اور خصائل رذیلہ کا آیت کریمہ میں تذکرہ ہے یعنی

وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ

اللہ تعالیٰ تم کو فحشاء منکر، بغی، سے منع کرتا ہے۔

مامورات کی ان منہیات پر بھی قدرے روشنی ڈالی جانی ہے تاکہ ان کو سمجھ کر ان سے احتراز اور اجتناب کیا جائے

فحشاء کے اصل معنی حد سے آگے بڑھ جانے کے ہیں اور اس کے لازمی معنی گناہ، زنا، بدکاری وغیرہ کے بھی آتے ہیں اس سلسلے میں نمونے کے طور پر قرآن مجید کی چند آیتیں ذکر کیجاتی ہیں۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ (بقرہ پ ۲ ع ۵)

اے لوگو! زمین میں جتنی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انہیں کھاؤ پیو اور شیطان کی راہ مت چلو وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے، وہ تمہیں برائی، فحش اور بے حیائی اور بے شرمی کا اور اللہ تعالیٰ پر ان باتوں کے کہنے کا حکم دیتا ہے جس کا تمہیں علم نہیں ہے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ برائی اور فحش و بدکاری شیطانی فعل ہے جس کا حکم یہی شیطان دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی پیروی کرنے سے منع فرمایا ہے فحشاء سے کسی جگہ بخل بھی مراد لیا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نہ خرچ کیا جائے جو نہایت ہی بے حیائی کی بات ہے اور یہ شیطانی فعل ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

اَلشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

(بقرہ)

شیطان تمہیں (اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے) محتاجگی سے دھمکاتا ہے اور فحشا و بے حیائی کی بات کا حکم دیتا ہے اور اللہ (اس کے راستے میں خرچ کرنے سے) اپنی بخشش و فضل کا وعدہ فرماتا ہے اور اللہ وسعت اور علم والا ہے۔

بعض جگہ فحشاء سے برہنہ، اور ننگا ہونا مراد ہے۔ یعنی لوگوں کے سامنے کپڑے اتار کر بالکل برہنہ ہونا۔ جو بیحیائی اور بے شرمی کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَا اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ.

(اعراف، پ ۸، ع ۱۳۔)

اور جب لوگ فحشاء اور بے حیائی کا کام کرتے ہیں۔ تو کہتے ہیں اسی طریقے پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے اور اللہ نے ہم کو ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اے نبی! آپ فرما دیجئے۔ کہ اللہ تعالیٰ فحشاء اور بیحیائی کا حکم نہیں دیتا ہے کیا تم لوگ خدا پر وہ بات کہتے ہو جس کا علم تمہیں نہیں ہے۔

جاہلیت کے زمانے میں بعض لوگ برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا کرتے تھے جب ان کو اس سے منع کیا جاتا تو جواب میں کہتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو برہنہ اور ننگا ہو کر طواف کرنے کا حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ اس کا جواب دے دیجئے کہ برہنہ ہو کر طواف فحشاء اور بے حیائی کی بات ہے اور اللہ تعالیٰ بیحیائی کا حکم نہیں دے سکتا یہ محض تمہاری من گھڑت ہے۔

فاحشہ کا اطلاق لواطت پر بھی آیا ہے قرآن حکیم میں ہے۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ (اعراف، پ ۸، ع ۱۱)

اور ہم نے لوط کو نبی بنا کر بھیجا۔ انہوں نے اپنی قوم سے کہا۔ کہ تم لوگ ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا میں کسی نے نہیں کیا۔ کہ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کی طرف مائل ہوتے ہو تم حد سے آگے بڑھنے والے ہو۔

فحشاء کا اطلاق زنا پر بھی کیا گیا ہے اس لیے کہ وہ حد سے آگے بڑھا ہوا فعل ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيْلًا ۝ (بنی اسرائیل)

اور زنا، بدکاری کے قریب مت جاؤ کیونکہ وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔

اسلام میں جہاں اور بے شمار خوبیاں ہیں ان میں بڑی خوبی ایک یہ بھی ہے کہ وہ ہر قسم کی ناشائستہ حرکت اور برے کام اور بدکاری و زناکاری سے روکتا ہے۔ زنا ایک ایسا جرم عظیم ہے جس کے جراثیم نہایت خطرناک و مہلک ہیں اور اس کا مرتکب بڑی سزاؤں کا مستحق ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بدکاروں کو دوزخ کے تنور میں جلتے ہوئے دیکھا تھا۔ آپ نے فرمایا۔

فَاَتَيْنَا عَلَى التَّنُّوْرِ اَعْلَاهُ ضَيِّقٌ وَاَسْفَلُهٗ وَاسِعٌ فِيْهِ لَغَطٌ وَاَصْوَاتٌ فَاطَّلَعْنَا فِيْهِ فَاِذَا فِيْهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ فَاِذَا هُمْ يَاْتِيْهِمْ لَهَبٌ مِّنْ اَسْفَلَ مِنْهُمْ فَاِذَا اَتَاهُمْ ذٰلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِيْ الخ (بخاری)

ہم ایک تنور پر آئے جس کے اوپر کا حصہ تنگ اور نیچے کا کشادہ تھا اس میں سے شور و غل ہوا، جھانک کر دیکھا تو اس میں ننگے مرد اور ننگی عورتیں نظر آئیں ان کے نیچے سے آگ کا شعلہ بھڑکتا ہے تو شور مچانے لگتے ہیں میں نے یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرئیل نے فرمایا یہ زانی مرد اور زانیہ عورتیں ہیں۔

اس فحش اور بدکاری کی وجہ سے جہنم میں جل رہے ہیں

منکر کے معنی

اس آیت کریمہ میں دوسرا لفظ منکر ہے جس سے منع کیا گیا اس کے لغوی معنی ناشناسا اور نہ پہچاننے کے ہیں جس کو اچھے طور پر پسند نہیں کرتے ہیں اور ناپسندیدہ کام کو معروف کہا جاتا ہے۔ امر بالمعروف، نیکی اور بھلائی کا حکم دینا اور نہی عن المنکر برے کام سے روکنا انسانی ہمدردی ہے، ہر ممکن طریقے برائی سے روکنا ضروری ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے جو کسی کو کوئی ناپسندیدہ حرکت دیکھے تو اس کو ہاتھ سے دور کر دینا چاہیئے اور اگر اس کی طاقت نہیں ہے تو زبان سے اس کی برائی بیان کرے اور اگر اس کی بھی ہمت نہیں ہے تو اس برے کام کو اپنے دل میں برا سمجھے اور یہ آخری صورت ایمان کا نہایت ہی کمزور درجہ ہے (مسلم)

اللہ تعالیٰ منکر اور ہر ناپسندیدہ بات سے تو روکتا ہی ہے اس نے ہر ایماندار کو بھی اس منکر کو مٹانے اور بھلائی کے پھیلانے کا حکم دیا ہے جسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کہتا

Marfat.com

ہے۔ یہ بقدر استطاعت فرض ہے۔ جب تک اس پر عمل کرنے والے ہیں دونوں جہانوں کی تکلیفوں سے محفوظ رہیں گے اور چھوڑ دینے کی وجہ سے سزاؤں کے مستحق ہونگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ عام لوگوں کو خاص کے بدلے سزا نہیں دیتا جب تک کہ نوبت یہاں تک نہ پہنچ جائے کہ وہ اپنے سامنے برے کام ہوتے دیکھیں اور وہ ان کو روکنے کی قدرت رکھتے ہوں اور پھر نہ روکیں جب وہ ایسا کرنے لگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ خاص و عام سب پر عذاب نازل کرتا ہے (احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں خدا کی قسم تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ضرور کرتے رہو (اگر تم اس کو چھوڑ دو گے) تو اللہ تم پر عذاب نازل فرمائے گا پھر تم اس کے دور ہونے کے لیے دعا کرو گے مگر وہ تمہاری دعا قبول نہیں فرمائے گا (ترمذی)

ملکوں، ملتوں، قوموں اور حکومتوں کا عروج و زوال ہمیشہ اچھی بات کا حکم اور بری بات سے روکنے کا فریضہ انجام دینے اور نہ دینے سے وابستہ رہا ہے۔

بغی

آیت کریمہ میں منہیات کے سلسلہ میں تیسرا لفظ بغی ہے یعنی اللہ تعالیٰ تم کو فحشاء اور منکر اور بغی سے منع کرتا ہے فحشاء اور منکر کی قدرے تفصیل بیان ہو چکی ہے اب بغی کے معنی کو سمجھیے۔ اس کے لفظی معنی دست درازی اور زیادتی اور ظلم کے ہیں یعنی تم کسی پر نہ زیادتی کرو اور نہ ظلم و ستم کرو۔ قرآن مجید میں فرمایا۔

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ (اعراف)

فرما دیجیے کہ میرے رب نے بے شرمی کے کاموں کو جو کھلے ہوں یا چھپے ہوں اور گناہ کو اور ناحق کسی پر زیادتی اور سرکشی کو حرام کر دیا ہے۔

یہ ظلم اور بغاوت ایک سنگین جرم ہے جس کی سزا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (مسلم)

ظلم قیامت کے دن ظلمات ہو جائے گا۔

ظلمات ظلمۃ کی جمع ہے اور ظلمۃ عربی میں اندھیرے کو کہتے ہیں۔ ظلم اور ظلمات کا مادہ عربی میں ایک ہی ہے ہماری زبان میں اس لفظی رعایت کے ساتھ اس کا ترجمہ یوں ہو سکتا ہے کہ "اندھیر نہ کیا کرو کہ قیامت کے دن اندھیر ہو جائے گا"۔ یہ ایک مثالی سزا ہو گی۔ انسان اپنی غرض یا غصہ یا غرور سے اندھا ہو کر دوسروں پر ظلم کر بیٹھتا ہے۔ یہ اندھا پن قیامت

Marfat.com

Marfat.com

کے دن ہولناک اندھیرا بن کر نمودار ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے چاہیے کہ وہ اس پر ظلم نہ کرے اور نہ اس کو بے مدد گار چھوڑے (صحیح بخاری)

براء بن عازبؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سات باتوں کا حکم دیا۔ اور سات باتوں سے روکا ہے۔ ان میں ایک یہ ہے کہ مظلوم کی مدد کی جائے (بخاری)

خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت قرآن مجید کی جامع و مانع آیت ہے جس میں خیر اور شر کی تمام چیزیں جمع کر دی گئی ہیں۔ اس لیے تمام عالم اسلام میں ہر خطیب منبر پر اس آیت کریمہ کو تلاوت کرتا ہے کیونکہ اس میں تمام مامورات و منہیات کی جامع نصیحت ہے۔

یہی آیت حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا سبب بنی۔ وہ کہتے ہیں شروع میں شرما شرمی اسلام لے آیا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار مجھے اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ لیکن جب یہ آیت نازل ہوئی تو واقعی میرے دل میں ایمان راسخ ہوگیا۔

مَا كُنْتُ أَسْلَمْتُ إِلَّا حَيَاءً مِنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِكَثْرَةِ مَا يَعْرِضُ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ وَلَمْ يَسْتَقِرَّ الْإِيمَانُ فِي قَلْبِي حَتَّى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ

اس کے بعد میں نے یہی آیت ولید بن مغیرہ کو پڑھ کر سنائی۔ وہ جیسے زد ہو کر بولا۔

نہ اکی قسم اس کلام میں بڑی مٹھاس ہے اور اس کا پھل بڑی چمک دمک ہے اس کلام کی شاخیں بڑی پھل دار، اور اس کی جڑ نہایت شیریں چشموں سے سیراب ہے یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہو سکتا۔

وَاللّٰهِ إِنَّ لَهُ لَحَلَاوَةً وَإِنَّ عَلَيْهِ لَطَلَاوَةً وَإِنَّ أَعْلَاهُ لَمُثْمِرٌ وَإِنَّ أَسْفَلَهُ لَمُغْدِقٌ وَمَا هُوَ قَوْلُ الْبَشَرِ (ملخص از حاشیہ تفسیر جلالین ص ۲۳۴)

اللہ تعالیٰ ہم اور آپ کو تمام مامورات ذکر و منہیات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

Marfat.com

قال اللہ تعالیٰ

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ (۵۱/۵۵)

"نصیحت کیجئے کیونکہ نصیحت ایمان والے بندوں کو نفع پہنچاتی ہے"

اسلامی خطبات

خطبات

مصنفہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام صاحب بستوی (دہلوی) رحمہ اللہ تعالیٰ

۱۳۲۷ھ / ۱۹۲۹ء — ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء

(جلد اول)

ناشر

المکتبۃ السلفیۃ شیش محل روڈ ○ لاہور

Marfat.com

Marfat.com